## احمدیہ انجمن لاہور کی خصوصیات

- آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پرانا۔
- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
- قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

پندرہ روزہ

احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے لیے

# پیغامِ صُلح لاہور

فون نمبر: 5863260 5862956 مدیر: چوہدری ریاض احمد نائب مدیر: حامد رحمٰن رجسٹرڈ ایل نمبر: 8532 قیمت فی پرچہ -/10 روپے

Email: centralanjuman@yahoo.com

جلد نمبر 98 | 29 شعبان تا یکم شوال 1432 ہجری۔ یکم تا 31 اگست 2011ء | شمارہ نمبر 16-15


ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

# روزہ سے تزکیہ نفس ہوتا اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں

روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی حقیقت اور اس کا ایک اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے، بلکہ اسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو جائے۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے۔ جو روح کی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ لیلتہ القدر کو رمضان کے آخری میں عشرہ میں تلاش کیا کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب (آخری) عشرہ آجاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر باندھ لیتے۔ رات کو جاگتے اور گھر والوں کو جگاتے۔ (پیغام صلح 14 جولائی 1982ء)

# غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے

## (کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اَب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمہِ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گُلِ رعنا کھِلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عِزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا
دِل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اسمعو اصوت السّماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اَب اسی گُلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دِن اور بہار

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
مہر و مہ کی آنکھ غم سے ہوگئی تاریک و تار

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہوگیا اُس کے ہوئے ہم جاں نثار

# اختتامی خطاب

## فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

### بر موقع تربیتی کورس، مورخہ 17 جولائی 2011ء، بمقام جامع دارالسلام، لاہور

**"اللہ بے انتہاء رحم والے، بار بار رحم کرنے والے کے نام سے،**

**سب تعریف اللہ کے لئے ہے (تمام) جہانوں کے رب۔ بے انتہاء رحم والے، بار بار رحم کرنے والے۔ جزا کے وقت کے مالک (کے لئے)۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ تو ہم کو سیدھے رستے پر چلا۔ ان لوگوں کے رستے (پر) جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ ان کے جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے"۔**

سورۃ فاتحہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور تعریف کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ میرا دل اس وقت خدا کے آگے شکر اور اس کی تعریف میں جھکا ہوا ہے کہ اس نے ہمارے اس تربیتی کورس کو ہر پہلو سے کامیابی عطا فرمائی۔ اس سال 210 طلباء نے کورس میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ جو مہمان اپنے بچوں کے ہمراہ تشریف لائے انہوں نے بھی بھرپور شرکت کی اور مستفید ہوئے۔

پاکستان کے موجودہ حالات کے پیش نظر یہ تربیتی کورس منعقد کروانا ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہماری مدد کی اور اس کورس کو کامیابی بخشی۔ اور ہمارا یقین تازہ ہوا کہ **"ان اللہ معنا (اللہ ہمارے ساتھ ہے)"**۔

ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ تمام بچے بخیریت رہے اور اپنی تمام تعلیم مکمل کرنے کے بعد کورس کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔ کچھ بچوں کے والدین اپنے بچوں کو تربیتی کورس میں نہیں بھیجنا چاہتے تھے۔ لیکن ان کا اس تربیتی کورس سے ایسا لگاؤ ہے کہ انہوں نے ضد تک بھی کی اور آخر ان کی ضد کامیاب ہوئی۔

پچھلے سال حالات کی وجہ سے یہ تربیتی کورس منعقد نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سال اس کمی کو بچوں کی بھرپور شرکت سے پورا کر دیا۔

آپ دیکھتے ہوں گے کہ اس کورس کی میرے نزدیک اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ میں ہر سال اس کورس میں تمام دوسرے امور چھوڑ کر شرکت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے ہمت دیتا رہے کہ میں اپنی اس قوم کو بڑھتا ہوا دیکھوں۔ آپ دیکھیں کہ جو لوگ آزاد ملکوں سے آتے ہیں جیسے ہمارے ہالینڈ کے مہمان آئے ہوئے ہیں وہ وہاں بیٹھ کر تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اس ملک میں ہماری جماعت کو کتنی مشکلات درپیش ہیں۔ لیکن جب وہ یہاں پر آتے ہیں تو شاید وہ یہ Realize کرتے ہوں گے کہ یہ جماعت انشاء اللہ آگے بڑھنے والی، نہ مٹنے والی، ترقی پر ترقی کرنے والی اور اپنے اس دین کو، اسلام کو، قرآن کے پیغامات کو دنیا تک پہنچانے والی جماعت بنی رہے گی۔ یہاں پر کم سن بچوں کو اس غور سے یہ خطاب سنتے ہوئے دیکھ کر مجھے تقویت ملتی ہے کہ انشاء اللہ ہماری جماعت کبھی ضائع نہ ہوگی۔ یہ ہمارا اولین فرض بنتا ہے کہ ہم احمدیت کا پیغام اپنی آنے والی نسلوں تک پہنچاتے رہیں۔

ہماری جماعت پر جو پابندیاں عائد ہیں اور ان کی وجہ سے جو حالات ہمیں درپیش ہیں ان میں اپنے بچوں تک یہ تعلیم پہنچانا اور بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ ہمارے بچوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے تمام عقائد وہی ہیں جو عین اسلام

ہے۔ ہماری جماعت کا اولین مقصد اشاعت اسلام ہے اس لئے والدین کا فرض بنتا ہے کہ ان کے بچے اس کورس میں باقاعدہ شمولیت اختیار کریں۔

میں نے جمعہ کے خطبہ میں کہا تھا کہ Relay Race جس میں آدمی چھڑی (Baton) لے کر اپنی ٹیم کے اگلے ممبر تک پہنچاتا ہے اور سلسلہ وار ایک سے دوسرے تک منتقل ہوتے ہوئے چھڑی منزل تک پہنچائی جاتی ہے۔ اسی طرح ہماری نسل کو بھی اپنا پیغام اور تعلیم جیسے ہم نے اپنے والدین سے حاصل کی اگلی نسل تک پہنچانی ہے۔ حتیٰ کہ ہم منزل مقصود حاصل کر لیں۔

میری یہ نصیحت آپ ہمیشہ یاد رکھیں کہ **آپ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے** اور بے خوف وخطر جس کو حق سمجھ کر قبول کیا اس پر عمل پیرا رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مشکلات آپ کو برداشت کرنی پڑیں وہ آپ اسی کی رضا کے لئے خوشی سے برداشت کریں۔

تمام والدین کو یہ نصیحت ہے کہ جس لگن سے بچوں نے یہاں تعلیم حاصل کی اس کو برقرار رکھنے میں وہ اگلے کورس تک بچوں کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کریں۔

میں اس دعا سے کہ آپ کو اللہ خیریت سے اپنے اپنے گھروں میں لے جائے اور آپ کو ہمیشہ والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے، آپ کو نماز قائم کرنے والا، اللہ تعالیٰ سے لگاؤ رکھنے والا، اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہنے والا اور ہر آزمائش میں ثابت قدم رہنے والا بنائے۔ آمین

**''اللہ آپ کے ساتھ ہے''** جب آپ کو تکلیف آئے تو دل میں سوچا کریں ''انا اللہ معنا'' ہماری جماعت کا یہ موٹو ہے کہ ''اللہ ہمارے ساتھ ہے'' جب کسی کے ساتھ اللہ ہو جاتا ہے تو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میری خواہش ہے کہ جیسے کورس کے دوران ہر نماز میں مسجد بچوں سے بھری رہتی تھی ویسے گھروں کو لوٹنے کے بعد اپنی مقامی مساجد کو آباد رکھا جائے۔

آخر میں ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور درد دل سے دعا کرتے ہیں کہ ''یا **اللہ ان تمام بچوں کو خیریت سے اپنے اپنے گھروں میں پہنچانا، ان کو اپنے اپنے گھروں اور شہروں میں حفاظت عطا فرمانا، ان کے دین کی حفاظت عطا فرمانا، ان کے علم کو حاصل کرنے کی تمام کوششوں کو کامیاب کرنا، ان کو سچے مسلمان اور امن والے مسلمان بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمانا۔ آمین**

☆☆☆☆

# پیغام عیدالفطر

## حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تمام مقامی و غیر ملکی جماعتوں کے لئے اللہ اس عیدالفطر کو بابرکت اور خوشیوں سے بھرپور ثابت کرے۔ ہر عیدالفطر مسلمانوں کی زندگی میں ایک سنگ میل کا کردار ادا کرتی ہے۔ کیونکہ رمضان میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے۔

رمضان ایک ایسا جہادی عمل ہے جس کے ذریعہ ہم اپنی روح کے خلاف جن عناصر نے حملے کر رکھے ہوتے ہیں ان کو ہم کمزور اور بے بس کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے تقاضے سے اپنی انسانی مخلوق کو یہ ایک سالانہ موقع فراہم کیا ہوتا ہے۔ جس میں ہم اپنی قوتوں کو اجاگر کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور شیطانی حملوں سے اپنا بچاؤ کرتے ہیں۔ اس فتح کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے قرآن کریم میں، جس کا نزول رمضان المبارک میں شروع ہوا ہدایت کی ہے۔

رمضان انسان کے لئے استقامت اور صبر کا ایک بڑا امتحان ہے جس میں ایک ماہ کے لئے ہم بھوک اور پیاس برداشت کرتے ہیں، راتوں کو عبادت کرتے ہیں اور گناہوں سے بچنے کی سعی کرتے ہیں۔ یہ عمل جتنی کامیابی سے ادا کریں اتنا ہی ہم اپنے آپ کو خدا کے قریب پاتے ہیں۔

جس امتحان کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ اس چیز کا پورے دل سے تہیہ کر لینا ہے کہ جو قربت ہم نے اللہ کے ساتھ رمضان میں حاصل کی ہے۔ اس کو ہم آنے والے دنوں یا زندگی میں ضائع نہ ہونے دیں گے۔

اگر ہم اپنے نفسوں کے خلاف اس جہاد میں کامیاب ہو جائیں اور قرآن کی تعلیمات پر ویسے ہی عمل پیرا رہیں جیسے کہ ہم رمضان میں رہے تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ عید کی صحیح صحیح روح عطا فرمائے گا۔ جو ہمیشہ رہنے والی خوشی جو کہ عید کا لفظی معنی ہیں ہم حاصل کر سکیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عید پر تمام انسانیت پر خوشیاں نازل فرمائے اور تمام قوموں اور تمام مذاہب کو ان مشکل وقتوں میں اپنی حفاظت میں رکھے۔

آپ سب کو عید مبارک ہو۔

☆☆☆☆

# رمضان المبارک روح اور اخلاق کی تربیت کا ایک بہترین موقعہ

## خطبہ جمعہ عامر عزیز الازھری، بمقام جامع دارالسلام، لاہور

''رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا لوگوں کے لئے ہدایت، اور ہدایت کی اور حق اور باطل کو الگ کردینے کی کھلی دلیلیں ہیں۔ پس جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پائے تو چاہیے کہ اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں سے گنتی (پوری) کی جائے۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور کہ تم گنتی کو پورا کرو۔ اور اللہ کی بڑائی کرو اس لئے کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور تا کہ تم شکر کرو''۔ (البقر 186-2:183)

ان تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس ماہِ مبارک کے بارے میں چند ہدایات دی ہیں اور رمضان کے بابرکت مہینے کے بارے میں مسلمانوں کو کچھ احکامات دیئے ہیں۔ تا کہ تمام مسلمان خواہ کسی بھی خطے میں رہتے ہوں۔ کسی بھی ملک میں رہتے ہوں اور کسی بھی رنگ ونسل سے تعلق رکھتے ہوں خواہ وہ گرمی کے علاقے میں رہتے ہوں یا سردی کے۔ اس ماہ میں انہیں روزے رکھنے ہیں۔ اور یہاں پر یہ کہا کہ ''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو تمہارے لیے روزے ایسے ہی فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو''۔ یہاں پر روزے کی غرض وغایت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے۔ تقویٰ کو دوسرے معنوں میں آپ To be Dutiful اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا، Responsibilities جو آپ پر ڈالی گئی ہیں ان کو پورا کرنا اس کو تقویٰ کہا ہے۔ صرف ایک نماز ہی نہیں بلکہ جو ذمہ داری ایک انسان پر عائد ہوتی ہے خواہ وہ اس کی ذمہ داری بحیثیت ایک باپ کے، ماں کے یا بیٹے کی حیثیت سے ہے، طالب علم کی اپنے طالب علم ہونے کی حیثیت سے ذمہ داری ہے۔ استاد کی بحیثیت ایک استاد ہونے کی حیثیت سے ذمہ داری ہے۔ یا باقی لوگ جو مختلف Professions میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی جو ذمہ داریاں ہیں ان کو پورا کرنا ہے۔ یہ متقی ہیں اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا نام دیا ہے۔

روزے میں اور باقی عبادات میں جو ایک بڑا اہم فرق ہے کہ باقی تمام عبادات ان چیزوں کا نام ہے جس میں آپ حرام چیزوں سے بچتے ہیں۔ وہ چیزیں جن سے روکا گیا ہے۔ اس سے بچنا عبادت کہلاتا ہے۔ لیکن روزہ اسکے بالکل برعکس عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں سے بچنے کو کہا ہے جو کہ آپ کے لئے حلال کی گئی ہیں۔ یعنی روزے کی جو اہمیت ہے وہ اس لحاظ سے زیادہ ہے کہ یہاں پر آپ کو ان چیزوں سے روکا جا رہا ہے جو روزمرہ معمول میں آپ کو بالکل جائز ہیں۔ عام زندگی میں ان معاملات میں آزادی دی گئی ہے، کھانا پینا ہے۔ وہ آپ کے لئے جائز ہے۔ عام حالات میں اس کو نہیں روکا گیا بلکہ وقت کے اوپر کھانا اعتدال میں رہنا یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ لیکن روزے کے اندر اس کے بالکل برعکس خاص وقت کے لئے کھانے پینے سے منع کر دیا گیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ نہیں کہ انسانوں کو ان چیزوں سے روکنا ہے بلکہ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی ان خواہشات کا غلام نہ بن جائے یعنی اسلام بنیادی طور پر ہر سطح پر انسان کو غلامی سے نجات دیتا ہے۔ انسانی غلامی کو تو علیحدہ رکھیں۔ انسان کے اندر جو جذبات ہیں کھانے پینے کی خواہشات یا باقی انسان کی جتنی خواہشات ہیں ان سے بھی اللہ تعالیٰ انسان کو چھڑانا چاہتا ہے کہ وہ ان کا بھی غلام نہ ہو جائے۔ انسان اپنی ان ضرورتوں کا غلام نہ بن جائے۔

آپ اس ٹریننگ پریڈ کے ذریعہ سے ان تمام خواہشات کو جو آپ کو بحیثیت ایک انسان دوسروں سے ممتاز بناتی ہیں کنٹرول کرلیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے لفظ جانور بھی استعمال کیا ہے بلکہ یہ کہا کہ انسان صرف جانور نہیں بلکہ اس سے بڑھ جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں ابھی حال ہی میں ناروے میں جو واقعہ ہوا ہے کہ ایک انسان نے سو انسان مار دیئے۔ پہلے تو صرف مسلمانوں پر یہ الزام لگتا تھا لیکن اب ایک عیسائی نے اتنے انسانوں کو

قتل کر دیا ہے اور مارنے کے بعد بھی یہی کہتا ہے جو میں نے کیا وہ اگرچہ ہے تو وحشت اور بربریت ہے لیکن یہ کرنا ضروری تھا۔ That was right۔ کبھی آپ نہیں دیکھیں گے کہ کوئی جانور سو جانوروں کو مارے دے۔ وہ اتنے ہی مارتا ہے جتنی اس کو ضرورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس رمضان کے ذریعہ سے یہاں پر یہ کہا کہ انسان اپنی ان خواہشات کو کنٹرول کرے اور ان کا غلام نہ ہو بلکہ وہ خواہشات اس کی غلام ہونی چاہئیں۔ اس لئے ہمیں اس کی طرف توجہ کرنا ہے۔ اور روزہ رکھنا۔

عموماً روزے کو معمولی سی چیز سمجھا جاتا ہے لوگ روزہ نہیں رکھتے۔ بڑے نوجوان ٹھیک ٹھاک ہیں صحت ہے اور وہ روزہ نہیں رکھتے مگر یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے اس کو ضروری ٹھہرایا ہے جس طرح نماز ضروری ہے، زکوٰۃ ضروری ہے۔ اسی طرح کہا کہ یہ روزے تمہارے اوپر فرض ہیں۔ اس سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔ فرض کا چھوڑنا، اس کا انکار کرنا کفر کے زمرے میں آتا ہے۔ اس لیے روزہ رکھنا ضروری ٹھہرایا گیا۔ اور کہا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ تم ذمہ داری نبھاؤ۔ اسلام ہر چیز کو اعتدال میں رکھتے ہوئے انسانوں کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے حکم دیتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ آپ بیمار ہیں، مر رہے ہیں، تو آپ روزہ رکھیں بلکہ کہا:

جو تم میں سے مریض ہو یا سفر میں ہو تو پھر وہ روزہ نہ رکھے اور بعد میں اس گنتی کو پورا کرے۔ روزہ رکھنا ہے اس سے آپ کو کوئی مفر نہیں ہے۔ لیکن کہا بیمار ہوں یا سفر میں ہوں تو آپ روزہ چھوڑ دیں اور بعد میں اپنا روزہ پورا کر لیں۔ یہاں پر جو لفظ استعمال ہوا وہ ہے مریض۔ عربی میں مرضاً کا مطلب ہوتا ہے اعتدال سے باہر چلے جانا Out of Balance ہو جانا یعنی جب آپ کا توازن خراب ہو جائے تو اس وقت کہا کہ روزہ نہ رکھو۔ توازن انسان کا دونوں چیزوں کا ہے ایک تو یہ کہ جسمانی توازن یعنی بیماری آجاتی ہے جس میں آپ کو دوائی لینی ہے۔ آپ کا جسم اعتدال سے باہر چلا گیا ہے تو آپ کو یہ اجازت دی ہے کہ آپ روزہ چھوڑ دیں اور بعد میں رکھیں۔ لیکن ساتھ ہی انسان کے اندر اخلاقی حالت ہے اور اگر یہ بھی اعتدال سے باہر چلی جائے تو پھر بھی روزہ رکھنے کا فائدہ نہیں۔ یہ میری اپنی ذاتی رائے ہے لیکن چند احادیث میں آپ کے سامنے ضرور پیش کروں گا۔ اس وقت بھی روزے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جب انسان اخلاقی توازن برقرار نہ رکھ سکے۔ اگر روزے سے انسان کی اخلاقی بیماری ختم نہیں ہوتی تو پھر روزہ اس کو چھوڑ دینا چاہیے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اس کو روزہ رکھنے کی۔ یعنی اعتدال سے انسان باہر چلا گیا اور وہ روزہ جس مقصد کے لئے رکھا گیا اگر وہ اس کو پورا نہیں کرتا تو پھر اسے روزہ کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ رسول کریم صلعم کی چند احادیث ہیں اس سلسلے میں آپؐ فرماتے ہیں: ”روزہ ڈھال ہے اس میں کوئی فحش باتیں نہ کرے اور نہ جہالت کی باتیں کرے اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا بدگوئی کرے تو وہ دو دفعہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں“۔ یعنی رسول کریم صلعم نے روزے کی غرض و غایت کو اور مزید واضح کر دیا ہے وہ یہ کہ اگر آپ جسمانی طور پر بھی بیمار ہیں اور آپ روزہ نہیں رکھ سکتے تو وہ تو آپ کی قدرت میں نہیں ہے۔ وہ آپ کے کنٹرول میں نہیں ہے۔ اس لئے آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی آپؐ نے دوسری بیماری جو اخلاقی بیماری ہے روحانی بیماری ہے اس کی طرف بھی کہا کہ اگر ایک انسان روزہ رکھتا ہے اور وہ روزہ اس کے لئے ڈھال نہیں بنتا تو پھر روزے کی غرض حاصل نہیں ہوتی۔ ڈھال کا کیا مقصد ہوتا ہے۔ وہ روکتی ہے ڈھال کا یہی مقصد ہے۔ کبھی یہ جنگ میں استعمال ہوتی تھی۔ مختلف حملوں کو روکنے کے لئے لوگ ڈھال بناتے تھے۔ کہا کہ یہ روزہ بھی ڈھال ہے اگر یہ تمہیں ان تمام برائیوں سے ان تمام اخلاقی کمزوریوں سے جو انسان کے اندر ہیں نہیں روکتا۔ اگر انسان فحش کلامی سے باز نہیں آتا۔ بدگوئی سے باز نہیں آتا۔ جھوٹ سے باز نہیں آتا۔ یا باقی جتنی برائیاں ہیں ان سے باز نہیں آتا تو پھر انسان کو چاہیے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ کوئی ضرورت نہیں اس کو روزہ رکھنے کی۔ کیونکہ وہ اس کے لئے ڈھال نہیں ہے۔ ایسا انسان اسی طرح اعتدال سے باہر ہے جس طرح مریض اعتدال سے باہر ہے۔ جس طرح بیمار انسان کو کہا کہ روزہ چھوڑ دو بعد میں پورا کرو۔ تو پھر اس انسان کو بھی چاہیے کہ روزہ چھوڑ دے۔ آپ دیکھیں ہمارے ملک میں کیا ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں ابھی رمضان نہیں آتا پہلے ہی شور شروع ہو گیا کہ مہنگائی آئی۔ لوگوں نے جو چیزیں نہیں کرنی تھیں وہ انہوں نے کرنا شروع کر دیں تو پھر اس روزے کا آپ کا کیا فائدہ ہے۔ صرف اس لیے کہ آپ نے سارا دن کھانا پینا چھوڑ دینا ہے۔

رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص آپ سے جھگڑا کرتا ہے، بدکلامی کرتا ہے، تو روزے دار کو صرف اتنی نصیحت ہے کہ وہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں صرف دو دفعہ یہ کہہ دے اور معاملہ ختم یعنی بدکلامی کا جواب بدکلامی سے نہ دے۔ تب تو آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ اس روزے کی ٹریننگ سے صحیح طریقے سے گزر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور پھر رسول کریم صلعم نے اس کو بہت ہی کھلے الفاظ میں بخاری کی حدیث میں بیان کیا: ''ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔'' یعنی آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا کہ اگر روزہ رکھ کر ہم نے بے ایمانی ہی کرنی ہے، ناپ تول میں کمی ہی کرنی ہے، لوگوں کے ساتھ دھوکہ ہی کرنا ہے، روزہ رکھ کر لوگوں کو رشوت ہی دینی ہے یا لینی ہے۔ تمام وہ اخلاقی برائیاں جس کی خاطر روزہ رکھا جا رہا ہے۔ اگر وہ کرنی ہیں تو رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ اللہ کو کوئی حاجت نہیں ہے کہ ایسا شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ کھانا پینا چھوڑنے کا کیا فائدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ تو نہیں چاہتا کہ وہ آپ کی بھوک ٹیسٹ کرے کہ آپ کھائے پیئے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں یا نہیں۔ بلکہ اصل ٹیسٹ یہ ہے کہ انسان اپنی اصلاح کس قدر کرتا ہے۔ روزہ رکھ کر وہ اخلاقی برائیاں اور کمزوریاں جو انسان سے سرزد ہوتی ہیں ان پر کس قدر کنٹرول کرتا ہے۔ روزے کا مقصد یہ بھی نہیں ہے کہ آپ نے صرف اس مہینہ کے اندر یہ روزے رکھنے ہیں اور اس کے بعد اس روزے کا جو اصل مقصد ہے وہ چھوڑ دینا ہے۔ اگر یہ ہے تو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ اس کا مقصد یہ بیان کیا کہ انسان اپنی ان کمزوریوں پر جو اس کے اندر موجود ہیں قابو پائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ ''انسان کمزور ہے'' جسمانی طور پر بھی کمزور ہے لیکن اخلاقی طور پر بھی انسان کمزور ہے۔ بہت ساری خواہشات انسان پر غلبہ کرتی ہیں لیکن یہ روزہ اور رمضان کا مہینہ اس لیے ہے تاکہ انسان ان کمزوریوں سے جو اس کے اندر موجود ہیں ان سے دامن چھڑائے۔ باقی روزہ بھی ایک تربیت ہے کہ آپ نے کس طریقے سے اپنی روحانی کمزوریوں کو بھی دور کرنا ہے۔ اگر انسان اپنی زندگی میں یہ کرتا جائے کہ ہر انسان میں کچھ برائیاں ہیں وہ چھوڑتا جائے تو ایک وقت آئے گا وہ سب برائیاں چھوڑ چکا ہوگا۔ اتنی تو اللہ تعالیٰ نے سب کو زندگی دی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ توقع بھی کرتا ہے کہ انسان ان چیزوں سے باز آئے۔ یہاں یہ کہا کہ اگر تم میں سے جو مریض ہو یا سفر میں ہو تو وہ بعد میں گنتی پوری کرے۔ اس جگہ بھی ہمیں اعتدال کی ضرورت ہے۔ مریض کی حالت کہ بیماری کیسی ہے۔ یہ نہیں کہ چھوٹی سی بیماری ہے زکام وغیرہ ہو گیا۔ تو اس میں بھی روزہ چھوڑ دیا۔ اگر بیماری زیادہ ہے اس پر دوائی وغیرہ لینی پڑتی ہے تو وہ آپ لے لیں۔ وگرنہ عام چھوٹی چھوٹی چیزوں پر روزہ چھوڑنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ پھر اسی طرح سفر کے بارے میں رسول کریم صلعم کی حدیث ہے کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے:

ترجمہ: ''ہم رسول کریم صلعم کے ساتھ سفر کرتے تھے تو نہ روزہ دار روزہ نہ رکھنے والے پر عیب لگاتا تھا اور روزہ نہ رکھنے والا روزے دار پر عیب نہیں لگاتا تھا''۔

ہمارے ہاں اس پر بھی بہت بحثیں ہوتی ہیں کہ آج کل کے اس سفر میں روزے رکھنا چاہئیں کہ نہیں۔ سفر آسان ہو گیا ہے۔ بسیں ہیں، ریل گاڑیاں ہیں، ہوائی جہاز ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ اچھے طریقے سے علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اجازت دی ہے۔ جو سفر میں ہو وہ روزہ نہ رکھے۔ اگر طاقت ہے رکھ لیں، نہیں ہے تو نہ رکھیں۔ قرآن مجید میں بھی اللہ نے یہ ہی کہا۔ جب تم بعد میں اپنی منزل پر پہنچ جاؤ تو پھر آپ اپنی اس گنتی کو پورا کرلو۔ یعنی یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اعتدال کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر سفر ہے مریض ہے اس میں بھی رخصت دے دی۔ یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے تشدد کی طرف انسان کو مائل نہیں کیا۔ یہاں پر رخصت دے دی ہے۔

اب ایک تیسری چیز جو بیان کی کہ وہ لوگ جنہیں ایسا مرض میں ہے جو ختم نہیں ہوسکتا۔ بہت ساری ایسی بیماریاں ہیں شوگر کے مریض ہیں جو روزہ نہیں رکھ سکتے کچھ اور ایسے مریض ہیں یا وہ لوگ جو بہت زیادہ بزرگ ہو گئے ہیں اور روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو وہاں پر اللہ تعالیٰ نے ایک اور رخصت دے دی۔ وہاں پر یہ کہا فدیۃ طعام مسکین ''وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دے دیں'' یعنی جو

آپ خود کھانا کھاتے ہیں وہ آپ ایک مسکین کا کھانا فدیہ کر دیں۔ یہ آپ کی طرف سے روزہ پورا ہو جائے گا۔لیکن ساتھ ہی کہا کہ اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔''اس کی اہمیت ہے جو ضرور جاننی چاہیے۔ حافظ شیر محمد صاحب مرحوم مغفور نے ایک دفعہ بتایا کہ فجی جہاں انہوں نے کافی عرصہ کام کیا تھا۔ایک دفعہ اسی طرح رمضان کے موقع پر کسی جگہ بحث ہو رہی تھی اور انہوں نے روزے کی اہمیت پر لیکچر دیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے جسمانی اور اخلاقی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے ایک قسم کی ٹریننگ کا موقع دیا ہے۔ کہنے لگے کہ اس سکول کے ایک سکھ پرنسپل تھے اس کے انہوں نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ آپ نے بالکل صحیح کہا اس روزے کی اہمیت کو ہم سمجھ گئے ہیں اور یہ ایک اچھی چیز ہے۔ یہ تو ہم مانتے ہیں لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ ہم اسی مہینہ میں رکھیں۔ روزے کا اگر فائدہ ہی اٹھانا ہے تو کسی اور مہینے میں کیوں نہ رکھ لیا جائے دسمبر میں رکھ لیں گے، نومبر میں رکھ لیں۔ ضروری کیوں ہے کہ رمضان کے مہینے میں رکھیں چونکہ وہ خود سکول کے پرنسپل تھے حافظ صاحب مرحوم نے ان کو کہا کہ دیکھیں آپ سکول کے پرنسپل ہیں آپ جب اعلان کرتے ہیں کہ فلاں تاریخ کو بچوں کے امتحانات شروع ہونے والے ہیں۔ تو بچے کہتے ہیں ٹھیک ہے امتحان ہی دینا ہے پاس فیل کا ہی فیصلہ ہونا ہے تو کیوں نہ ہم امتحان کسی اور مہینے میں دے دیں۔ کیا آپ طلباء کی اس بات کو مان لیں گے۔اس نے کہا نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ حافظ صاحب مرحوم نے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ اسی مہینہ میں روزے رکھنے ہیں۔ آپ دیکھیں تو رمضان مختلف موسموں میں آتا ہے کبھی سردیوں میں میں آتا ہے تو کبھی گرمیوں میں آتا ہے۔

پھر آگے مزید اس کو اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ روزے اس لیے رمضان میں رکھے گئے کیونکہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ اور قرآن کیا ہے؟ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور حق و باطل کو الگ کر دینے والی دلیلیں ہیں۔

رمضان کی اہمیت اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے وہ کتاب اتاری وہ شریعت انسان کو دی وہ قانون دیا جو کہ انسان کی ہدایت کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے موجود ہے۔ یہ کتاب تمہیں سبق کیا دیتی ہے۔ وہ یہ نہیں ہے کہ صرف تم نے آج ہی روزہ رکھنا ہے۔ آج ان اخلاقی برائیوں سے اور باقی کمزوریاں ہیں ان سے دور ہونا ہے بلکہ وہ کتاب یہی کہتی ہے کہ تمہاری زندگی کا ہر لمحہ ہمیشہ ایسے ہی رہنا چاہیے۔ تمہاری زندگی کا ہر لمحہ اس طریقے سے گذرے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنے والے ہوں۔

پھر فرمایا''اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا'' یعنی یہاں پر اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسانی چاہتا ہے۔ اگر آپ کی جان کو خطرہ ہے اور آپ پھر بھی روزہ رکھیں تو ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ ہم اپنے آپ کو خود مشکلات میں ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو اپنے نائب کے طور پر اپنے خلیفہ کے طور پر پیدا کیا ہے۔لیکن ہم نے اپنے آپ کو اس نائب کے منصب سے خود نیچے گرایا ہے۔ یہ کہا کہ تم روزہ رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور یہ ہر مسلمان مرد، عورت، بالغ پر یہ فرض ہے۔ اس لیے کہ سوائے جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ مریض اور مسافر اس کے علاوہ ہر انسان روزہ رکھے۔ جو نہیں رکھ سکتے جن کو مستقل مسئلہ ہے وہ اپنا فدیہ ادا کریں۔

اور یہی اللہ تعالیٰ نے اس رمضان کی برکات رکھی ہیں۔ اور پھر آگے جہاں اس موضوع کو ختم کیا اس پر کہ''جب میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھیں تو کہہ کہ میں قریب ہوں اور دعا کرنے والے کی دعا کو سنتا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں''۔ یہ رمضان کا مہینہ برکتوں کا مہینہ ہے اس میں دعائیں کر کے آپ اپنے مسائل سے، مشکلات سے، مصیبتوں سے جن میں آپ ہیں۔ اور اپنی اخلاقی کمزوریوں اور برائیوں سے بھی جان چھڑائیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین اور اصولوں کی پابندی کریں۔

مگر یہ نہیں کہ جس دن عید ہوئی اس دن وہی ہماری پرانی زندگی شروع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے مستفید فرمائے۔ ہم سب اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر اپنا فرمانبردار اور اپنے رسول کریم صلعم کی دی ہوئی تعلیمات پر چلنے والا اور اسلام کا خادم اور قرآن کی خدمت کرنے والا بنائے۔ آمین

☆☆☆☆

# صوم یا روزہ

## ترجمہ تصنیف انگریزی ''دی ریلیجن آف اسلام''

مصنف

حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ

صوم کے اصل معنے مطلق طور پر پرہیز کے ہیں اور کھانے پینے، بولنے یا ادھر ادھر حرکت کرنے سے پرہیز اس کے معنوں میں شامل ہیں۔ بنابریں ایک گھوڑے کو جو ادھر ادھر حرکت کرنے یا چارہ کھانے سے پرہیز کرے صائم کہتے ہیں اور ہوا کو جب دھیمی ہو اور دن کو جب وسطی نکتہ پر ہو صوم کہتے ہیں۔ بات چیت سے پرہیز کے معنوں میں یہ لفظ قرآن مجید کی ابتدائی مکی وحی میں استعمال ہوا ہے۔

''کہو میں نے رحمٰن کے لئے اپنے اوپر صوم (روزہ) واجب کیا ہے اس لئے میں آج کسی سے کلام نہیں کروں گا''

شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں صوم یا صیام کے معنے روزہ رکھنے یا پو پھٹنے سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنے کے ہیں۔

### اسلام میں روزے کا حکم

اسلام میں روزہ کا حکم نماز کے بعد آیا ہے۔ روزے ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں فرض ہوئے اور ان کے لئے رمضان کا مہینہ مخصوص کیا گیا۔ قبل ازیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طور پر محرم کی دسویں تاریخ کو نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ اور حضور صلعم نے اپنے متبعین کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور بقول حضرت عائشہؓ یہ تمام قریش کے لئے روزے کا دن تھا۔ اس لئے اسلام میں روزے کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جبکہ حضرت نبی کریم صلعم ابھی مکہ میں ہی تشریف فرما تھے۔ لیکن حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ بعد از ہجرت مدینہ میں حضرت رسول کریم صلعم نے یہود کو دسویں محرم کو روزہ رکھتے دیکھا اور جب حضور صلعم کو بتایا گیا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے پنجہ استبداد یت سے رہائی پانے کی خوشی میں روزہ رکھا تھا تو حضور صلعم نے فرمایا کہ مسلمان موسیٰ علیہ السلام سے یہود کی نسبت زیادہ قریب ہیں اور حکم دیا کہ اس دن روزے کا دن منایا جائے۔

### ایک عالمگیر نظام

قرآن مجید میں روزے کے مضمون پر صرف ایک جگہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ یعنی سورۃ بقرہ کے ۲۳ ویں رکوع میں اگرچہ دوسرے موقعوں پر بعض حالات میں بطور کفارہ یا فدیہ روزہ رکھنے کا ذکر آتا ہے۔ یہ رکوع اس ذکر سے شروع ہوتا ہے کہ روزے کا نظام ایک عالمگیر نظام ہے۔ فرمایا:

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض گئے، جیسے ان لوگوں کے لئے جو تم سے پہلے تھے۔ فرض کئے گئے تا کہ تم متقی بن جاؤ''

آیت بالا میں الفاظ کی صداقت کا ثبوت مذہبی تاریخ سے ملتا ہے۔ روزہ رکھنے کا عمل کم و بیش عالمگیر عمل ہے۔ اور قریب، قریب تمام اعلیٰ مذاہب میں جو خدا کی طرف سے آئے پایا جاتا ہے۔ اگرچہ تمام مذاہب میں اس پر یکساں زور نہیں دیا گیا۔ اور اس کے طریقہ اور اغراض و مقاصد میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے کہ:

''اس کے طریقے، اور اس کی اغراض، آب و ہوا۔ قوم و نسل اور تہذیب و تمدن اور دوسرے حالات کے پیش نظر بہت کچھ مختلف ہیں لیکن کسی ایسے قابل ذکر مذہبی سلسلے کا نام لینا مشکل ہے جس میں روزہ سے کلیتہً انکار کیا گیا ہو اور اسے تسلیم نہ کیا جاتا ہو''

انسائیکلو پیڈیا کے نامہ نگار کے نزدیک صرف کنفیشنزم ہی ایک استثناء ہے۔ جس میں روزہ نہیں پایا جاتا۔ زرتشتی مذہب جسے بعض اوقات ایک دوسرا استثنا سمجھا

جاتا ہے ان کے ہاں بھی کم از کم پروہتوں کو یہ حکم ہے کہ سال میں پانچ سے کم روزے نہ رکھیں۔ موجودہ عیسائیت اگرچہ آج اس قسم کی مذہبی عبادات کو چنداں اہمیت نہیں دیتی تاہم بانی مسیحیت نے نہ صرف خود چالیس دن کے روزے رکھے اور ایک سچے پکے یہودی کی طرح کفارہ کے دن بھی روزہ رکھا بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی روزہ رکھنے کی تلقین کی۔

''اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے شاگرد روزہ رکھتے تھے لیکن اس قدر کثرت سے نہیں جس قدر ''یوحنا بپتسمہ دینے والے'' کے شاگرد رکھتے تھے۔ اور جب آپ سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ جب میں ان میں سے چلا جاؤں گا یہ زیادہ کثرت سے روزہ رکھا کریں گے۔ ابتدائی عیسائیوں کے متعلق بھی ذکر آتا ہے کہ وہ روزہ رکھا کرتے تھے بلکہ سینٹ پال نے بھی روزہ رکھا۔

## اسلام نے روزے کو ایک نیا مفہوم دیا

کروڈن کا اپنی کتاب ''بائبل کن کارڈینس'' میں یہ لکھنا کہ روزہ قوموں میں ماتم۔غم۔مصیبت کے وقت رکھا جاتا تھا واقعات کی رو سے صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہود میں عام طور پر ماتم یا غم کی نشانی کے طور پر روزہ رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ذکر آتا ہے کہ آپ نے اپنے صغر السن بچے کی علالت کے دوران میں سات دن کے روزے رکھے۔ اور ماتم کے نشان کے طور پر روزے کا ذکر اسموئیل اور دوسرے مقامات پر آتا ہے۔ یوم کفارہ کے علاوہ جو شریعت موسوی میں روزہ کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ لوگوں کو حکم تھا کہ وہ اپنے نفوس کو مشقت میں ڈالیں ''جبکہ مذہبی پیشوا انہیں گناہوں سے پاک صاف کرنے کے لئے ان کے لئے کفارہ کرتے تھے۔ خروج کے بعد بہت سے دوسرے دنوں میں روزہ رکھنے کا رواج ہوگیا جو یہود کی سلطنت کے زوال کے سلسلہ میں بہت سے اندوہناک واقعات کے رونما ہونے کی یاد میں رکھتے جاتے تھے۔ ان میں سے چار دن باقاعدہ روزہ کے دن ہوگئے۔ جو یروشلم کے محاصرہ کی ابتدا۔ اس کے مفتوح ہونے اور ہیکل کی تباہی اور (egedaliak) کے قتل کی یادگار میں رکھے جاتے تھے۔ اس طرح عام طور پر کسی مصیبت یا کسی افسوسناک واقعہ کی یادگار روزہ سے قائم کی جاتی

تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن روزے رکھنا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بعد میں عمل کیا صرف ایک ہی استثنائی صورت معلوم ہوتی ہے اور یہ روزے وحی کے آنے سے پہلے بطور تمہید رکھے گئے تھے۔ عیسائیت نے روزہ کے متعلق کوئی جدید مفہوم پیش نہیں کیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ کہ جب دولہا ان سے جدا کیا جائے گا تب ان دنوں میں وہ روزہ رکھیں گے۔ روزہ کے اس یہودی تصور کی تائید کرتے ہیں جو کسی ماتم یا قومی صدمہ سے تعلق رکھتا ہے۔ کسی غم یا کسی مصیبت کے وقت روزہ کے ذریعے اپنے نفس پر اختیاری تکلیف وارد کرنے کی تہ میں ناراض معبود کو خوش کرنے اور اس کے رحم کو جوش میں لانے کا تصور پایا جاتا ہے۔ یہ خیال کہ روزہ ایک توبہ کی صورت ہے اسی تصور کی ایک تدریجاً ترقی یافتہ صورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ مصیبت یا دکھ کو کسی گناہ کا نتیجہ ہی سمجھا جاتا تھا اور اس طرح سے روزہ دل کی تبدیلی کی جو ندامت سے پیدا ہوا ایک ظاہری علامت بن گیا۔ لیکن اسلام نے اس عمل کو ایک نہایت بلند مفہوم دیا ہے۔ اختیاری ریاضت کے ذریعے خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرنے یا اس کے رحم کو جوش میں لانے کے تصور کو اسلام نے قطعاً مسترد کر دیا۔ اور اس کی بجائے افراد یا قوم کے حالات سے قطع نظر باقاعدہ اور مسلسل روزوں کا نظام قائم کر کے اس کو نماز کی طرح انسان کے باطنی قوے کے ارتقا کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے۔ اگرچہ قرآن مجید بعض حالات میں احکام شرعی کے توڑنے پر تلافی مافات یا کفارہ کے طور پر روزے رکھنے کا ذکر کرتا ہے لیکن یہ ماہ رمضان کے فرضی روزوں سے بالکل جداگانہ چیز ہے۔ اور ان کی کسی خیراتی کام مثلاً غرباء کو کھانا کھلانے یا ایک غلام کو آزاد کرنے کی متبادل صورت کے طور پر بیان کیا ہے۔ روزے کا نظام اسلام میں ایک اعلیٰ پایہ کی روحانی، اخلاقی اور جسمانی تربیت کا حکم رکھتا ہے۔ اور اس کی وضاحت اس امر سے ہوتی ہے کہ اس کی ہیئت اور اس کی غرض و غایت دونوں میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اس نظام کو مستقل قرار دے کر مصیبت، دکھ، گناہ کے تمام تصورات سے اس کو الگ کر دیا ہے۔ اور اس کا اصل مقصد **لعلکم تتقون** کے بلیغ الفاظ میں فرمایا ہے۔ لفظ اتقا جس سے تتقون مشتق ہے، کے معنی ہیں ایک چیز کی ان امور سے حفاظت کرنا جو اس کو نقصان یا ضرر پہنچائیں۔ یا اپنے نفس کو ان امور سے بچانا جن کے قبیح نتائج کا خوف دامنگیر ہو، لیکن اس کے علاوہ یہ لفظ قرآن مجید میں فرائض کی انجام دہی پر بھی آزادانہ استعمال ہوا ہے جیسے سورۃ النساء آیت امیں جہاں لفظ ارحام ''اتقو'' کا مفعول واقع ہوا ہے۔ یا عام طور پر الفاظ اتقو اللہ میں جہاں اللہ اتقو کا مفعول ہے اس لئے ان تمام صورتوں

میں اتقا کے معنی ہیں فرائض کی سرانجام دہی۔ درحقیقت قرآن مجید کی زبان میں متقی ہونا روحانی ارتقاء کی سب سے بلند منزل پر فائز ہوتا ہے۔

''اور اللہ متقیوں کا دوست ہے۔ پس اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ اچھا انجام متقیوں کے لئے ہے۔ بیشک اچھا انجام متقیوں کے لئے ہے۔ اور متقیوں کے لئے اچھا انجام ہے۔ بیشک متقیوں کے لئے اچھا ٹھکانہ ہے۔''

یہ اور اسی قسم کی بہت سی دیگر آیات بوضاحت ظاہر کرتی ہیں کہ قرآن مجید کی رو سے متقی وہ شخص ہے جو روحانی ارتقاء کی اعلیٰ ترین منزل پر فائز ہو، اور چونکہ دونوں کا مقصد متقی بنانا ہے۔ اس لئے نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید نے روزے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ انسان روحانی بلندیوں پر فائز ہو سکے۔

## روزہ کن کے لئے لازمی ہے؟

قرآن مجید کے احکام ان کے لئے ہیں جو بالغ ہوں۔ اور ایسا ہی روزے کے متعلق حکم ہے۔ امام مالک کی رائے میں صغرالسن بچوں کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے مگر حضرت عمرؓ کا ایک قول بیان کیا جاتا ہے کہ ''ہمارے بچے بھی روزہ رکھ رہے ہیں'' غالباً یہ اس وقت کا ذکر ہے جب موسم زیادہ گرم نہ تھا اور مقصد یہ ہوگا کہ بچوں کو روزہ رکھنے کا عادی بنایا جائے۔ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف وہی لوگ روزہ رکھنے کے مکلف ہیں جو جسمانی طور پر اس کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ فقہائے تین شرائط قائم کی ہیں۔ یعنی انسان بالغ ہو۔ قادر ہو۔ (یعنی جسمانی طور پر صلاحیت رکھتا ہو) اور عاقل ہو۔ مستورات کے لئے اگر حیض سے فارغ ہوں روزہ رکھنا فرض ہے گو حیض کی حالت میں عورت کو نماز کی پابندی سے مستثنٰی قرار دیا گیا ہے مگر رمضان میں جو روزے وہ بوجہ حیض نہیں رکھ سکتی تھیں بعد میں ان کا پورا کرنا ان کے لئے ضروری ہے۔ یعنی اس بارہ میں اس کا معاملہ بیمار کی طرح ہے۔ بچہ کی پیدائش پر نفاس کے جاری ہونے کی صورت بھی حیض کی طرح ہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ اگر ماں بچے کو دودھ پلاتی ہوں تو وہ روزے کی بجائے ایک مسکین کا کھانا دے سکتی ہے۔ ان تمام صورتوں میں جن میں بعد میں روزے رکھنے ضروری ہوں اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ خواہ بیمار ہو یا مسافر یا حیض والی عورت، اسے اختیار ہے کہ دوسرے رمضان کی آمد سے پہلے پہلے جب اور جس وقت چاہے روزوں کی تعداد پوری کردے۔

## نفلی روزوں پر پابندیاں

عیدین کے دو دنوں میں نفلی روزہ رکھنے کی خاص طور پر ممانعت ہے۔ یہ بھی حکم ہے جمعہ کا دن نفلی روزے کے لئے خاص طور پر مقرر کرلیا جائے۔ ماہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ کے لئے مخصوص کرنا بھی منع ہے۔ دوسری پابندیاں یہ بھی ہیں کہ اگر نفلی روزے دوسرے فرائض کی بجا آوری کے لئے انسان کو اس تک نہیں جانا چاہیے کہ دنیاوی فرائض کو ترک کردے۔ مذہب کا مقصد یہ ہے کہ انسان میں ایک بہتر زندگی بسر کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ اور نفلی روزے اسی صورت میں رکھنے چاہیں جب اس کا مقصد پورا کرنا مدنظر ہو۔ اس امر کی وضاحت ابو دردہؓ اور سلمانؓ کے واقعہ سے ہوتی ہے جن کے مابین حضرت نبی کریم صلعم نے عقد مواخاۃ قائم کیا تھا۔ سلمانؓ ابو داؤدؓ سے ملاقات کے لئے ان کے گھر گئے اور دیکھا کہ ان کی بیوی کس مپری کی حالت میں پڑی ہے جب اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ ابودردا تارک الدنیا ہوگئے ہیں۔ جب ابودرداؓ گھر آئے اور کھانا چنا گیا تو انہوں نے کھانے سے انکار کردیا کیونکہ انہیں روزہ تھا۔ اس پر سلمانؓ نے کہا میں کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک ابو درداؓ نہیں کھائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کھایا (اور روزہ افطار کیا) جب رات ہوئی اور ابودرداؓ تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد بیدار ہوگئے تو سلمانؓ نے ان سے کہا کہ ابھی سور ہیں۔ اور جب رات کا آخری پہر آیا تو دونوں نے نماز تہجد ادا کی تب سلمانؓ نے ابودرداؓ سے کہا کہ یقیناً تیرے خدا کا تجھ پر حق ہے۔ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری بیوی بچوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ جب اس واقعہ کا ذکر حضرت نبی کریم صلعم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا سلمانؓ نے سچ کہا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاوند کو بیوی کی خاطر نفلی روزہ سے روکا گیا۔ اسی طرح بیوی کو بھی خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا مثال میں میزبان نے مہمان کیلئے روزہ افطار کیا ایسا ہی ایک حدیث میں یہ ذکر آتا ہے کہ مہمان کو میزبان کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

## روزے بطور تلافی مافات

ایسے روزوں کا ذکر بھی آتا ہے جو بطور فدیہ یعنی کسی عمل سے قاصر رہنے کی وجہ سے بطور بدل رکھے جائیں۔ چنانچہ جو حاجی بوجوہ خاص احرام کی تمام مقتضیات یا مستیات کو پورا کرنے سے قاصر رہے ہوں انہیں تلافی مافات کے طور

پر صدقہ اور جانور کی قربانی کے بجائے تین دن روزے رکھنے کا حکم ہے۔ اور ان حاجیوں کو جو عمرہ اور حج (تمتع) جمع کرنے کے لئے دونوں کے وقفہ کے درمیان حالت احرام سے باہر نکل آئیں انہیں تین دن کے روزے حج کے دوران میں اور سات دن کے روزے حج سے واپسی پر رکھنے چاہئیں۔

## روزہ کی حدود

روزہ کی حدود قرآن مجید میں صریح الفاظ میں بیان کر دی گئی ہیں۔ فرمایا:

کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ ہو جائے پھر رات تک روزہ کو پورا کرو“

لیل یا رات غروب آفتاب سے شروع ہوتی ہے لہذا روزہ اصطلاح شریعت میں پو پھٹنے سے شروع ہوتا ہے جو عموماً طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے واقع ہوتی ہے اور غروب آفتاب کے وقت کھولا جاتا ہے۔ روزہ میں وصال (جس کے معنی لغوی طور پر باہم ملانا ہے) یا ساری رات اور سارا دوسرا دن روزہ رکھنا بغیر کسی وقفہ کے قطعاً ممنوع ہے مگر ایک حدیث میں سحری تک روزہ رکھنے کی اجازت پائی جاتی ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص پسند کرے تو اسے اختیار ہے کہ افطاری کے وقت کچھ نہ کھائے مگر اس کو دوسرے دن کا روزہ رکھنے کیلئے سحری ضرور کھانی چاہیے۔ بالفاظ دیگر اس کو چوبیس گھنٹوں میں ایک دفعہ ضرور کھانا کھانا چاہیے۔ وصال اس لئے ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ مبادا لوگ لگا تار روزہ رکھ کر اپنی صحت خراب کر لیں۔ یا دنیا کے کام کاج کے نا قابل ہو جائیں۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے خود بعض اوقات لگا تار روزے رکھے ہیں۔ لیکن یہ وصال کتنے دن تک ہوتا تھا، یہ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔ صرف ایک موقع پر جب بعض صحابہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگا تار روزہ میں شریک ہو گئے حضور صلعم نے تین دن تک متواتر روزہ رکھا اور چونکہ مہینے کا آغاز تھا۔ تیسرے دن کی شام کو ہلال عید نمودار ہو گیا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اگر چاند نہ نکلتا تو میں روزہ جاری رکھتا۔ کسی نے آپؐ سے پوچھا کہ حضور صلعم دوسروں کو وصال سے منع فرماتے ہیں اور خود حضور صلعم کا عمل یہ ہے کہ لگا تار روزے رکھتے ہیں اس کے جواب میں حضور صلعم نے فرمایا:

”میں رات گذارتا ہوں جب کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے“

ظاہر ہے کہ اس سے حضور صلعم کا مطلب روحانی خوراک تھا۔ جو انسان میں بعض اوقات غیر معمولی طور پر بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی طاقت پیدا کر دیتی ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کو کھانے پینے کا بدل کہا جا سکتا ہے لیکن اب لوگوں کو یہ روحانی طاقت میسر نہیں آسکتی۔ علاوہ ازیں اگر متواتر روزے رکھنے کی اجازت دی جاتی تو اس سے رہبانیت کی بنیاد پڑ جاتی جس کا اسلام حامی نہیں۔ اس ضمن میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ قرآن مجید کی رو سے روزہ کھانے پینے سے اجتناب کا نام ہے۔ اور عرب ایسے گرم ملک کے اندر تین دن تک کھانے پینے سے رکا رہنا ظاہر کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہ غیر معمولی قوت برداشت رکھتے تھے۔ اور خود حضرت نبی کریم صلعم کی قوت برداشت تو اس سے بھی کہیں زیادہ تھی۔ یہ قوت برداشت فی الواقعہ غیر معمولی روحانی قوے کی وجہ سے ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر چہ سحری کا کھانا لازمی قرار نہیں دیا گیا تاہم اس کی تاکید کی گئی ہے۔ اور اسے برکت کا موجب بتایا گیا ہے کیونکہ یہ انسان کو روزہ کی سختیوں کو برداشت کرنے کے قابل بناتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ سحری کھاؤ۔ کیونکہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔ سحری پو پھٹنے کے بالکل نزدیک کھائی جاتی ہے۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ سحری کھانے کے بعد وہ فوراً مسجد میں چلے جاتے تھے تا کہ صبح کی نماز میں شریک ہو سکیں۔ اور ایک صحابی کا بیان ہے کہ سحری کا کھانا ختم کرنے اور نماز صبح شروع کرنے کا درمیانی وقفہ اس قدر ہوتا تھا کہ انسان اس میں بمشکل پچاس آیات پڑھ سکے بلکہ ہدایت کی گئی ہے کہ سحری کا کھانا پو پھٹنے کے جس قدر قریب ہو سکے کھانا چاہیے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ بلالؓ کی اذان تمہیں سحری کے کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ ابھی رات ہی ہوتی ہے تو اذان دے دیتا ہے تا کہ جو شخص تہجد پڑھ رہا ہے وہ اپنی نماز ختم کر لے اور جو سو رہا ہے وہ اپنی نیند سے بیدار ہو جائے اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ سحری کا کھانا جاری رکھنا چاہیے جب تک کہ ابن ام مکتومؓ نماز کے لئے اذان نہ دے۔ کیونکہ وہ نابینا تھے اور وہ نماز کے لئے اس وقت تک اذان میں رہتے تھے جب تک (صبح اس قدر بین نہ ہو جاتی) کہ لوگ ان کو پکار کر خود کہتے کہ پو پھٹ گئی ہے“ اور اگر اذان ہو جائے اور پو پورے طور سے پھٹ چکی ہو اور آدمی کے ہاتھ میں پینے کے لئے پیالہ ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ اس کے پینے سے رک جائے بلکہ وہ اسے پی سکتا ہے اور جہاں اس بات کی ہدایت کی گئی ہی کہ سحری کے کھانے میں ممکن سے ممکن تاخیر کی جائے وہاں افطاری کے متعلق یہ حکم ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو افطار کیا جائے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ جب سورج غروب ہو جائے تو

روزہ کھول دینا چاہیے اور ایک اور حدیث کے مطابق جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں فائدہ میں رہیں گے بعض لوگ ستارے دیکھ کر روزہ کھولتے ہیں اس خیال سے کہ جب تک تاریکی نہ پھیل جائے رات واقع نہیں ہوتی، لیکن اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

## نیت

روزہ رکھنے میں نیت کے مسئلہ کے متعلق بہت کچھ غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ نیت کے اصل معنے ہیں کام کرنے کا ارادہ۔قصد یا منصوبہ کرنا۔لیکن یہ غلط طور پر سمجھ لیا گیا ہے کہ نیت خاص الفاظ دھرانے کا نام ہے جن سے ظاہر ہو کہ آدمی ایسا اور ایسا کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔امام بخاری نے ایک باب کا یہ عنوان قائم کر کے نیت کا صحیح مفہوم بیان کیا ہے۔عنوان یہ ہے ’’وہ جو روزہ رکھتا ہے ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے اور نیت رکھتے ہوئے‘‘ اور اس کے ساتھ حدیث کا ایک حصہ بیان کیا ہے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اور جس میں بیان کیا گیا ہے کہ (قیامت کے دن) لوگ اپنے ارادوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔سب سے پہلی حدیث جس سے امام بخاری نے اپنی کتاب کا افتتاح کیا ہے۔نیت کے معنوں کی ایک مثال ہے اور وہ حدیث یہ ہے انما الاعمال بالنیات (نیک) اعمال صرف ان اغراض سے پرکھے جائیں گے جن کے ماتحت وہ سرانجام پائے۔ بناء علیہ اگر نیک کام کسی برے مقصد یا ارادہ سے کیا گیا ہے تو اس سے کام کرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ بعینہ یہی مقصد جیسا کہ امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ روزہ کی نیت کرنے میں مدنظر رکھا گیا ہے یعنی جو شخص روزہ رکھتا ہے اس کے پیش نظر کوئی مقصد یا ارادہ ہونا چاہیے۔روزے کا مقصد پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔اور وہ قرآن مجید کی رو سے تقویٰ حاصل کرنا ہے اور قرب خداوندی کے حصول اور رضائے الٰہی کی تلاش کے لئے روزہ کو اپنے تمام افعال میں روحانی تربیت کا ذریعہ بنانا اور تمام برائیوں سے بچنے کے لئے اس سے اخلاقی تربیت حاصل کرنا ہے۔صرف اسی مفہوم میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ نیت روزہ کی روح ہے۔ جیسا کہ یہ فی الحقیقت دوسرے تمام نیک اعمال کی روح ہے۔

نیت کی کوئی صورت قائم کرنا یا مقررہ الفاظ کے ذریعہ روزہ کا ارادہ ظاہر کرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔اور فی الواقعہ یہ ایک بے معنی بات ہے کیونکہ جو شخص۔۔۔روزہ رکھتا ہے وہ اس کا ارادہ ہی کر کے رکھتا ہے۔صرف نفلی روزہ کی یہ صورت ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے یوم عاشورہ کو دن کے وقت نقیب کو بھیج کر یہ اعلان کرا دیا کہ جن لوگوں نے ابھی تک کچھ نہیں کھایا وہ اس دن روزہ رکھیں۔اور ابوداؤد کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے پوچھا کرتے تھے کہ گھر میں کچھ کھانے کے لئے ہے یا نہیں اور اگر کچھ نہ ہوتا تو وہ روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم پوچھا کرتے تھے کہ آیا گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟ اگر کچھ نہ ہوتا تو حضورؐ روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔نفلی روزوں کے لئے دن کے وقت روزہ کا ارادہ کرنا سمجھ میں آ سکتا ہے مگر رمضان کے مہینے میں اس قسم کے ارادے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہر ایک جانتا ہے کہ اسے روزہ رکھنا چاہیے۔

## کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

روزہ توڑنے کے لئے لفظ افطار آتا ہے۔جو فطر سے ہے۔جس کے معنی ہیں کسی چیز کا لمبائی میں توڑنا یا پھاڑنا۔اور جو چیزیں روزہ توڑتی ہیں ان کو مفرات کہتے ہیں جو مفطر کی جمع ہے۔تین چیزیں جن سے انسان کو روزہ کی حالت میں اجتناب کرنا چاہیے کھانا پینا اور جماع ہے۔اگر کوئی شخص برضا ورغبت خود یا ارادتاً ان میں کسی ایک کا سحری اور غروب آفتاب کے وقت کے اندر اندر مرتکب ہوتا ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر سہواً یا بے خبری سے ایسا ہو جائے تو روزہ قائم رہتا ہے اور اسے پورا کرنا چاہیے۔پانی یا مسواک سے منہ صاف کرنے یا غرارے یا نتھنوں میں پانی چڑھانے سے اگر غیر ارادی طور پر کسی قدر پانی گلے میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔اور نہ ہی غسل کرنے۔سر پر گیلا کپڑا رکھنے۔یا سر پر پانی ڈالنے سے روزہ ٹوٹتا ہے۔خواہ ارادتاً گرمی کی شدت کو دور کرنے کے لئے ایسا کیا جائے۔پچھ لگانے یا قے کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔کیونکہ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور عکرمہؓ کا بیان ہے روزہ کسی چیز کے پیٹ کے اندر جانے سے ٹوٹتا ہے نہ کہ کسی چیز کے باہر آنے سے۔یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم روزہ کی حالت میں اپنی زوجہ محترمہ کا بوسہ لے لیا کرتے تھے قبل از وقت ارادتاً روزہ توڑنے کی سزا کے متعلق اختلاف رائے ہے جیسا کہ اوپر روزہ بطور کفارہ کے عنوان کی ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔قرآن مجید اس کے متعلق ساکت ہے لیکن حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ توڑنے والے کی محض پشیمانی اور سچی توبہ ہی کافی ہے۔ اگر کسی ابر والے دن اس خیال کے ماتحت کہ سورج غروب ہو گیا ہے روزہ کھول دیا

جائے اور بعد میں سورج ظاہر ہو جائے تو روزہ پورا کرنا چاہیے۔ اگر انسان نے روزہ رکھا ہو اور سفر کرنا پڑ جائے تو روزہ توڑا جاسکتا ہے۔ بیماری کی حالت میں بھی یہی قاعدہ عاید ہوگا۔ نفلی روزہ کی حالت میں کسی مہمان کی وجہ سے یا کسی دوست کے اصرار پر روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔

## روزہ کا اخلاقی پہلو

اب تک جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے وہ روزہ کی ظاہری افادیت سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ابتداء میں ذکر کیا جاچکا ہے روزہ کی اصل روح اس کی اخلاقی اور روحانی اقدار ہیں۔ اور قرآن مجید اور احادیث نے اس پہلو پر خاص طور پر زور دیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص جھوٹ اور برے کام نہیں چھوڑتا خدا کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات اسلام کے تمام احکام میں صحیح ہے۔ ایک شخص نماز پڑھتا ہے مگر نماز کا اصل مقصد جو اس کی تہ میں مدنظر ہے اس کے پیش نظر نہیں اس کو کھلے لفظوں میں ناپسند کیا گیا فرمایا:

''ان نمازیوں کے لئے تباہی ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں''

ایک دوسری حدیث میں روزہ کے اخلاقی پہلو کا ان الفاظ میں ذکر آتا ہے۔ روزہ ایک سپر ہے پس جو شخص روزہ رکھتا ہے وہ فحش باتیں نہ کرے اور نہ جہالت کی باتیں کرے۔ اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا گالی دے تو وہ اسے دو دفعہ کہہ دے کہ مجھے روزہ ہے۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے'' یہ کھانے پینے سے پرہیز کی وجہ سے نہیں کہ روزہ دار کے منہ کی بو مشک وغیرہ سے بھی زیادہ مرغوب ہے بلکہ یہ بُری باتوں اور برے کاموں اور گالی گلوچ اور دوسرے تمام افعال قبیحہ سے پرہیز کا نتیجہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر روزہ دار کا کوئی برا بھلا بھی کہے تو وہ انتقامی طور پر بھی کوئی برا کلمہ زبان پر نہیں لاتا۔ بناء علیہ روزہ دار خواہشات نفسانیہ یعنی کل وشراب اور جنسی شہوات پر قابو پانے سے صرف جسمانی تربیت ہی حاصل نہیں کرتا بلکہ تمام اقوال شنیعہ اور اعمال سیہ سے پرہیز کر کے براہ راست اخلاقی تربیت حاصل کرتا ہے۔ یہ صرف جس کی تربیت ہی نہیں جو اپنی جگہ ایک اخلاقی اہمیت رکھتی ہے بلکہ اس میں براہ راست روحانی تربیت کا بھی سامان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں جیسا کہ اس حدیث میں صریح لفظوں میں بیان کیا گیا ہے۔ روزہ صرف کھانے پینے سے باطل نہیں ہو جاتا بلکہ جھوٹ بولنے۔ بری زبان استعمال کرنے۔ خلاف ایمان کام کرنے یا کسی اور قسم کے برے فعل سے بھی باطل ہو جاتا ہے۔

ماہ رمضان میں بنی نوع انسان سے نیکی کرنے کی تاکید کر کے روزہ کے ذریعے تربیت کی اخلاقی اقدار کو اور بھی چار چاند لگا دیئے گئے ہیں۔ اس بارہ میں ایک حدیث میں حضرت نبی کریم صلعم کی مثال بیان کی گئی ہے:

''حضرت رسول کریم صلعم تمام لوگوں سے زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے اور سب سے بڑھ کر آپ کی سخاوت کا ظہور رمضان میں ہوتا تھا۔ ایک اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ:

''حضرت نبی کریم صلعم رمضان شریف کی آمد پر ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر ایک سوالی کو خیرات دیتے تھے''

ایک تیسری حدیث میں رمضان کے مہینہ کو ایسا مہینہ بتایا گیا ہے جس میں بھوکوں اور غریبوں کی تکالیف کو دور کرنا اشد ضروری ہے۔

یہ احکام اس حدیث کے معنوں کی وضاحت کرتے ہیں جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ''جب رمضان کا مہینہ آجائے تو آسمان سے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے''

## اعتکاف

اعتکاف عکف علیہ سے مشتق ہے اور اس کے معنی ہیں ''وہ ہمیشہ یا مستقل طور پر اس سے چمٹا رہا'' اور اعتکاف کے معنی لغوی طور پر ایک جگہ ٹھہرنا ہے اور اصطلاحی طور پر کچھ دنوں کے لئے بالخصوص ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں قیام کرنے پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک پوری کتاب ''کتاب الاعتکاف'' اس موضوع کے لئے خاص کر دی ہے جس میں اس بارہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے عمل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان ایام میں معتکف یعنی اعتکاف کرنے والا تمام دنیاوی علائق سے الگ ہو جاتا ہے اور وہ اشد ضرورت کے بغیر مثلاً قضائے حاجت یا غسل وغیرہ کی ضرورت کے بغیر مسجد سے نہیں نکلتا۔ حضرت نبی کریم صلعم کے لئے عموماً صحن مسجد میں خیمہ نصب کر دیا جاتا تھا۔ عورتوں کو بھی اعتکاف میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ معتکف کے پاس دوسرے لوگ اور اس کی بیوی ملنے کے لئے آسکتی ہے۔

## تربیتی کورس 2011ء (امتحان کی جانچ، امتحانات اور انعام حاصل کرنے والے طلبا و طالبات)

# تربیتی کورس میں ''یوتھ ڈے'' کے مناظر

## تقریب ''یوم آزادی'' باہتمام شبان الاحمدیہ مرکزیہ

(قومی ترانہ، ملی نغمے، حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا شرکاء سے خطاب اور پاکستان کی سالمیت کے لئے دعا، شبان الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے افطاری کا اہتمام بھی کیا گیا

# رمضان المبارک کے پیغام

از: محترمہ جسارت نذر رب صاحبہ۔ ایم۔ اے

اللہ تعالیٰ کو پانے اور تعالے باری تعالیٰ کے لئے سعی کرنے میں ایک مومن کے جو روحانی محاذ ہیں ان میں سے رمضان کا مہینہ سب سے موزوں ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا وزن بڑھایا جاتا ہے۔ یہ مہینہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔

یوں تو روزوں کا حکم تقریباً سب مذاہب میں مشترک ہے مگر جس صورت میں اسلام نے اس کو پیش کیا اور محفوظ رکھا ہے وہ باقی مذاہب سے نرالا ہے۔ اسلام میں روزوں کی یہ صورت ہے کہ ہر عاقل بالغ کو برابر ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا حکم ہے سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص بیمار ہو یا اسے بیماری کا یقین ہو یا سفر پر ہو یا بالکل بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہو۔ بیمار اور مسافر کے لئے حکم ہے کہ وہ دوسرے اوقات میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو صاف فرما دیا کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل ضروری ہے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ مرض تھوڑا ہو یا بہت سفر لمبا ہو یا چھوٹا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل ضروری ہے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔
(ملفوظات جلد پنجم)

## رمضان کا پہلا پیغام

اب دیکھنا یہ ہے کہ رمضان کی غرض و غایت کیا ہے اور رمضان ہمیں کیا پیغام دیتا ہے۔ اس ضمن میں جب ہم قرآن کریم پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی افادیت میں اللہ تعالیٰ نے لعلکم تتقون (سورۃ البقرہ) کے الفاظ فرماتے ہیں۔ یعنی روزوں سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ تقویٰ کہتے ہیں شیلڈ کو جو کہ حفاظت کے کام آتی ہے۔ گویا کہ روزے ڈھال بن جاتے ہیں۔ اس سے خدا کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ تو کیا ہم رمضان کے بعد تقویٰ کی شیلڈ اتار کر پھینک دیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر رمضان کو ایک درخت سے تشبیہ دیں تو اب اس کو تقویٰ کے پھل لگنے چاہئیں۔ رمضان میں تو انسان تقویٰ اختیار کرتا ہی ہے دیکھنا یہ ہے کہ رمضان کے بعد اس کا کتنا اثر ہم پر باقی رہتا ہے۔ اس تقویٰ کی جھلک ہمارے اعمال میں زیادہ نظر آنی چاہیے۔ ہمیں یاد رکھنا ہوگا کہ جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔ اور جب خدا نے چھوڑ دیا تو ضروری شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ اعلیٰ مقام کو پالے گا۔

## رمضان کا دوسرا پیغام

رمضان میں خدا خصوصی طور پر دعائیں سنتا ہے کیونکہ اس ضمن میں وہ کہتا ہے کہ جب بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں سنتا ہوں اور اس کے بہت قریب ہوتا ہوں اور اس کی مناجات کا جواب دیتا ہوں۔ اس کے برعکس انسان کی فطرت ایسی ہے کہ اگر کوئی سائل بار بار اس کے پاس آتا ہے تو وہ بیزار ہو جاتا ہے لیکن خدا کی یہ صفت کہ ساری عمر دن رات اس سے مانگے جاؤ مگر وہ مانگنے سے ناراض نہیں ہوتا۔ ایک فقیر نہیں لاکھوں کروڑوں فقیر دن رات، ہر وقت اور ہر لحظہ اس کے پیچھے پڑے رہتے ہیں مگر اس کی آنکھ میں میل نہیں آتا، نہ وہ اکتاتا ہے، نہ تنگ ہوتا ہے اور نہ بیزار۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''الصبور'' ہے۔ یعنی سائلوں سے تنگ نہ آنے والا۔ نہ ہی ان سے اکتانے والا بلکہ ہر پیچھے پڑنے والے کی بار بار پکار کو سہنے والا۔ یہ اس کا حوصلہ اور صبر ہے کہ نہ آزردہ ہوتا ہے، نہ برا کہتا ہے، نہ جھڑکتا ہے نہ ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچاتا ہے اور سوال کرنے میں انسان جو بے احتیاطیاں اور زیادتیاں کرتا ہے اسے برداشت کرتا چلا جاتا ہے اور صبر کرتا ہے بلکہ جتنا کوئی مانگے اتنا ہی اس سے خوش ہوتا ہے۔ اس لئے رمضان کا دوسرا پیغام یہ ہے کہ دعائیں صرف ماہ رمضان تک ہی محدود نہ رکھیں۔ انہیں جاری رکھیں بلکہ دعاؤں میں مزید اضافہ

کریں۔اس سے مانگیں، مانگیں اور خوب مانگیں۔وہ بہت دے گا۔

## رمضان کا تیسرا پیغام

مومن کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ رمضان المبارک میں نماز باجماعت ادا کرے اور کسی حد تک وہ اس کا پابند بھی رہتا ہے لیکن رمضان کے بعد مساجد کی رونق کم ہوجاتی ہے حالانکہ اس کی ادائیگی ہر صورت ضروری ہے تاکہ مساجد آباد رہیں خدا کی درگاہ میں حاضری باجماعت انسان کے اعمال اور اخلاق پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔نمازیوں میں بار بار ملنے سے قربت اور واقفیت پیدا ہوتی ہے ایک دوسرے کے مسائل سے آگاہی ہوتی ہے۔خوشی غمی میں شرکت کا موقع ملتا ہے۔ اور یوں ایک دوسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔فرضیت میں یہی حکمت ہے انسان ایک دوسرے کا دارو بنے اور اپنے خالق کی رضا حاصل کرے۔

## رمضان کا چوتھا پیغام

رمضان المبارک کا قرآن کریم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔اس مبارک مہینہ میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔چنانچہ مومن اس مبارک مہینہ میں کثرت کے ساتھ تلاوت کرتے اور خدا تعالیٰ کے احکامات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور تلاوت کا یہی مقصد ہے۔اس لئے رمضان کے بعد بھی ہمیں قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے احکامات کو عملی طور پر اپنی زندگی کا حصہ بنانا رمضان کا چوتھا پیغام ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔

## رمضان کا پانچواں پیغام

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے رمضان المبارک کے بارہ میں فرمایا: ''رمضان المبارک میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے۔اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نادار نہیں رہتا'' چونکہ رمضان میں کثرت سے ذکر الٰہی ہوتا ہے اس لئے ذکر الٰہی کی ایک عادت پڑ جاتی ہے۔اس ذکر الٰہی کو جاری رکھنا رمضان کا پانچواں پیغام ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجلس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ساری فضا ان کے سایہ برکت سے مخمور ہوجاتی ہے۔جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم مجلس سے آئے ہیں جہاں تیرے بندے تیری تسبیح بیان کررہے تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تیری جنت، تیری پناہ اور تیری بخشش طلب کرتے تھے اس پر اللہ کہتا ہے کہ میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی اس پر فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ان میں ایک غلط کار ایسا شخص بھی تھا جو وہاں سے گذرا مگر اس مجلس کو دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا۔اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ نیک لوگوں میں بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا پس ہمیں ایسا بننا چاہیے کہ دوسروں کے فیض کا ذریعہ بنیں۔آپ کا فرمان ہے کہ ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے سے ہمیں خدا یاد آجائے۔جس کی باتوں سے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل کو دیکھ کر آخرت کا خیال آجائے۔

## رمضان کا چھٹا پیغام

ترمذی میں یہ حدیث ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔کمزوروں میں مجھے تلاش کرو کیونکہ کمزوروں اور غریبوں کی مدد کی وجہ سے تم خدا کی مدد پاتے ہو اور رزق کے مستحق بنتے ہو۔حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تین باتیں جس میں ہوں اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا۔پہلی یہ کہ وہ کمزوروں پر رحم کرے، دوسری یہ کہ وہ ماں باپ سے محبت کرے اور تیسری یہ کہ خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔

کہتے ہیں کہ ایک عالم دین دن دہاڑے ہاتھ میں لالٹین لئے کچھ تلاش کررہا تھا۔کسی نے پوچھا بڑے میاں! یہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مسئلہ ہی یہ ہے کہ میں ہمیشہ عنقاء کی تلاش میں رہتا ہوں۔اس وقت میں انسانیت کی تلاش میں ہوں ۔انسان تو ہر طرف نظر آتے ہیں لیکن انسانیت نہیں۔پس رمضان کا چھٹا پیغام یہ ہے کہ ان گنتی کے دنوں میں جو ہم نے غرباء کا خیال رکھا۔ان سے ہمدردی کی، ان کا کوئی دکھ دور کیا تو اب یہ سلسلہ رمضان کے ختم ہونے پر ہی ختم نہ ہوجائے بلکہ پہلے سے بڑھ کر اس پر عمل ہو۔

## رمضان کا ساتواں پیغام

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرت ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کا بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انسانی جسم میں زبان کا عضو اگرچہ دیکھنے میں بہت چھوٹا ہے لیکن اس کی خوبیاں اور خرابیاں بہت زیادہ ہیں۔ یہی زبان ہے جس سے انسان دوسروں کو نیکیوں کی طرف بلاتا ہے۔ جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی بھی اسی سے ادا ہوتی ہے۔ غیبت، بہتان، چغلی اور اسی طرح دوسرے گناہ بھی اس سے سرزد ہوتے ہیں۔

حضرت لقمان حکیمؒ سے ان کے آقا نے کہا ایک بکرا ذبح کرو اور اس کے گوشت کو وہ حصہ جو سب سے اچھا ہو پکا کر لاؤ۔ لقمان حکیم نے دل اور زبان پکا کر آقا کے حضور پیش کر دیا۔ کچھ دنوں بعد پھر آقا نے فرمائش کی کہ بکرا ذبح کرو اور اس کے ناپسندیدہ اعضاء پکا کر لاؤ۔ آپ نے دوبارہ زبان اور دل پکا کر پیش کر دیئے۔ آقا نے دریافت کیا کہ یہ کیا؟ اچھے اعضاء میں بھی زبان اور دل اور برے اعضاء میں بھی زبان اور دل۔ لقمان نے عرض کی۔ آقا زبان اور دل اچھے ہو جائیں تو سب کچھ اچھا ہو جاتا ہے اگر یہ دونوں گندے ہو جائیں تو سب کچھ گندا ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: طعنہ زنی کرنے والا، دوسرے پر لعنت کرنے والا، فحش کلامی کرنے والا، یاوہ گو اور زبان دراز مومن نہیں ہو سکتا۔

## رمضان المبارک کا آٹھواں پیغام

حدیث میں ہے کہ رمضان میں رحمت، مغفرت اور جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جبکہ جہنم کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس حدیث کا ایک مطلب یہ ہے کہ رمضان میں اللہ کی رحمت خاص جوش میں ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک خدا کو خوش کرنے اور اس کے احکامات کی بجا آوری میں مصروف نظر آتا ہے اور یہی بات جنت کے دروازوں کو کھولنے کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح اگر ان تمام نیکیوں کو جن کی رمضان میں کرنے کی توفیق ملی جاری رکھیں اور ان تمام برائیوں کو جن سے رکنے کی توفیق ملی رکے رہیں اور شیطان کے ساتھ بالکل دوستی نہ ہو تو جنت کے دروازے کھلے رہیں گے اور جہنم کے دروازے بند ہوں گے۔

## رمضان المبارک کا نواں پیغام

قرآن کریم نے ''صبغت اللہ'' کا فرمان جاری کیا ہے۔ جس کے معنی ہیں خدا کا رنگ اختیار کرو۔ خدا جیسا بننا تو ممکن ہی نہیں لیکن رمضان میں انسان کسی حد تک خدا کی مماثلت اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کھانے پینے کا محتاج نہیں۔ انسان کھانے پینے سے بالکل پرہیز تو نہیں کر سکتا مگر رمضان میں کافی حد تک کھانے پینے سے الگ رہ کر اور اپنے مخصوص تعلقات سے پرہیز کر کے خدا کا رنگ اپناتا ہے۔ اسی طرح خدا سوتا نہیں رمضان میں اس کا مومن بندہ اپنی نیند کم کر لیتا ہے۔ رات عبادت میں گذارتا ہے۔ عورتیں، بچے، بوڑھے سب سحری کے لئے جاگتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی نیند کم کرتے اور جاگنے کی عادت ڈالتے ہیں۔ اسی طرح وہ اللہ تعالیٰ کی ایک حد تک مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔

پس یہ ''صبغت اللہ'' جو قرآن کا فرمان ہے۔ رمضان میں انسان کو خدا کا رنگ چڑھانے کی ترغیب دیتا ہے جسے سال کے بقیہ دنوں میں بھی جاری رکھنے کا پیغام ہے۔

## رمضان المبارک کا دسواں پیغام

ایک حکایت مشہور ہے کہ ایک بادشاہ نے کسی جگہ ایک نمائش کا اہتمام کیا جس میں ہر قسم کی قیمتی اشیاء کو طریقے سے سجا کر رکھ دیا۔ بادشاہ نے اس کے بعد اعلان کیا کہ جو بھی نمائش دیکھنے آئے اور رکھی ہوئی چیزوں میں سے جس چیز کو بھی ہاتھ لگائے گا وہ اس کی ملکیت ہو جائے گی۔ بادشاہ کا اعلان سنتے ہی بہت سے لوگ نمائش دیکھنے پہنچ گئے۔ ہر شخص اپنی اپنی پسند کی چیزوں کو ہاتھ لگاتا اور لے جاتا اس دوران ایک نہایت غریب اور سادہ مگر عقلمند انسان بھی آیا۔ اور اس نے وہاں رکھی ہوئی چیزوں کی بجائے بادشاہ کو ہاتھ لگا دیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا؟ اس نے جواب دیا تم نے ان چیزوں کو ہاتھ لگایا ہے جن کو بادشاہ نے یہاں رکھا ہے لیکن میں نے بادشاہ کو ہاتھ لگا دیا ہے جو ان سب اشیاء کو یہاں جمع کرنے والا ہے۔ جب بادشاہ میرا ہو گیا تو پھر مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ یہ صرف ایک کہانی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جسے دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ خدا کے ہو گئے اور خدا آپ کا ہو گیا تو پھر انہی فاقہ کرنے والوں کے قدموں میں تمام دنیا کی نعمتیں لا کر ڈھیر کر دی گئیں۔ یہاں تک کہ اس زمانے کی طاقتور ترین حکومتوں قیصر و کسریٰ کے محلات ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے لرزنے لگے۔

اہل علم لوگ رمضان سے اور بھی بہت سے لطیف پیغامات لے سکتے ہیں مگر اس وقت اتنا ہی کافی ہے۔

# حضرت مرزا غلام احمد کی شاعری کا پیغام

## (درِ ثمین کا موضوعاتی جائزہ)

از طیبہ انوار احمد

### شاعری کا ماخذ

حضرت مرزا غلام احمد مجدد صد چہار دہم کی بیشتر شاعری اُن کی تصنیف کردہ 84 سے زائد کتب سے حاصل کی گئی ہے جہاں آپ اپنی نثری تحریر میں مضمون کے بیان کے دوران ہی اُس بات کو شعر کے انداز میں بھی کہہ دیتے تا کہ پڑھنے والے پر دوہرا اثر کرے۔

دُرِثمین وہ کتاب ہے جس میں حضرت مسیح موعود کی شاعری کو آپؑ کی کتب، اخبارات و رسائل، چند ذاتی مسوّدات اور خطوط سے لے کر یکجا کیا گیا ہے۔

### دُرِثمین کا مطلب

دُر موتی کو کہتے ہیں اور ثمین عربی زبان کے لفظ ثمن سے نکلا ہے جس کے معنی قیمت کے ہیں۔ یوں دُرِثمین کا مطلب ہے قیمتی موتی۔

### درِثمین کی تدوین و اجماع (بمطابق دوست محمد شاہد صاحب، رسالہ الفضل انٹرنیشنل، شمارہ ۱۸ تا ۲۴ ستمبر 1998ء، صفحہ ۱۱)

### اوّلین ایڈیشن

سب سے پہلے حضرت صاحب کی شاعری کو اُن کی زندگی میں ہی مولوی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی نے 14 نومبر 1893ء کو پنجاب پریس سیالکوٹ سے شائع کیا۔ یہ اوّلین ایڈیشن دو حصوں میں تھا۔ حصہ اوّل میں 1893ء تک کی اُردو اور فارسی نظمیں شامل تھیں اور یہ 160 صفحات پر محیط تھا۔ حصہ دوم عربی منظومات پر مشتمل تھا۔

### طبعِ ثانی

دوسرا ایڈیشن حکیم مولوی فضل دین صاحب بھیروی نے 22 مارچ 1896ء میں شائع کیا۔ یہ ایڈیشن اُردو اور فارسی منظومات پر مشتمل تھا۔

عبدالرحمان صاحب جمونی کی روایت کے مطابق اُسی سال نورالدین صاحب جمونی نے بھی دُرِثمین کی اشاعت کی سعادت حاصل کی۔

### تیسرا ایڈیشن

پھر ستمبر 1909ء اور یکم دسمبر 1910ء کو مفتی محمد صادق صاحب نے درِثمین کے نام سے اُردو اور فارسی منظومات کو جیبی سائز پر طبع کروایا۔

اگلے سال 1911ء میں دفتر ریویو آف ریلیجنز اُردو قادیان نے حضرت صاحب کی عربی نظمیں "القصائد الاحمدیہ" کے نام سے شائع کروائیں۔

### حضرت صاحب کی شاعری کا مقصد آپ کے الفاظ میں

"اشعار میں اپنے مضامین کو بیان کرنے کی ہمیں ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض طبائع اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ان کو نثر عبارت میں ہزار پیرایۂ لطیف میں کوئی صداقت بتائی جائے وہ نہیں سمجھتے۔ لیکن اسی مفہوم کو اگر ایک برجستہ شعر میں منظوم کر کے سُنا دیا جائے تو شعر کی لطافت ان پر بہت کچھ اثر کر جاتی ہے۔ شعر کو سُن کر پھڑک اُٹھتے ہیں اور حق کو شعر کے ذریعے فوراً قبول کر لیتے ہیں۔۔۔

تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ بعض طبائع کے لئے مضامینِ شعریہ بہ نسبت مضامینِ نثر کے زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لئے قرآنِ کریم مقفیٰ اور مسجّع عبارت میں نازل ہوا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمیں اشعار کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ اکثر لوگوں کو بہت کچھ دلائل دے کر سمجھایا گیا مگر کارگر نہ ہوئے لیکن جب انہوں نے اشعار پڑھے تو یہ اشعار انہی منکرین پر بہت اثر کر گئے اور فوراً انہوں نے حق کو قبول کر لیا۔" (رسالہ الحکم، 28 اگست تا 7 ستمبر 1938، صفحہ 2)

اسی طرح اپنے ایک شعر میں کہتے ہیں:

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اِس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

(درثمین صفحہ 74۔اسلام اور آریوں کے مذہب کی حقیقت، منقول از قادیان کے آریا اور ہم، صفحہ 48، مطبوعہ 1907ء)

## شاعری کا پیغام۔نمایاں موضوعات کے ذریعے

حضرت صاحب کی شاعری کے پیغام کو سمجھنے کے لئے ہم اُن کی شاعری کے موضوعات کی طرف رُخ کریں تو وہ ہمیں عشق الٰہی، عشق قرآن، عشق رسول، تبلیغ اسلام، دعوتِ حق، جہاد بالقلم، اصلاحِ نفس، عمل صالح، فضائلِ توبہ، شکر خداوندی اور امن و صُلح کے پیغام سے پُر نظر آتی ہے۔اگر ہم ایک لفظ میں شاعری کے پیغام کو سمونا چاہیں تو وہ لفظ حق کا ہو سکتا ہے۔

### عشق الٰہی

آپ خدا کے مامور ہیں اور آپ کا دل اپنے خدائے واحد کی محبت و عظمت سے بھرا ہوا تھا۔آپ اپنے خدا کو زندہ خدا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہر وقت اور ہر زمانے میں اپنے بندوں کے ساتھ ہے اور اُس کے زندہ ہونے کی دلیل ہر زمانے میں اُس کے مامور ہیں جن سے وہ کلام کرتا ہے۔

وہ خُدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

(درثمین صفحہ 105۔دلائلِ صداقتِ مسیح موعود و تبلیغِ عام، منقول از براہین احمدیہ، حصہ پنجم صفحہ 97، مطبوعہ 1908ء)

ہے دیں وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
خود اپنی قدرتوں سے دکھا دے کہ ہے کہاں

(درثمین صفحہ 81۔قرآنِ کریم قصوں سے پاک ہے، منقول از براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ اوّل نصرۃ الحق، مطبوعہ 1908ء)

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

(درثمین صفحہ 86۔قرآنِ کریم قصوں سے پاک ہے، منقول از براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ اوّل نصرۃ الحق، مطبوعہ 1908ء)

کس قدر ظاہر ہے نوراُس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر کچھ درماں ہو اِس ہجر کے آزار کا

(درثمین صفحہ 6 اور 7۔حمد باری تعالیٰ، منقول از سُرمہ چشمہ آریہ، ص4، مطبوعہ 1886ء)

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حاجت برار

(درثمین صفحہ 93 اور 94۔دلائلِ صداقتِ مسیح موعود و تبلیغِ عام، منقول از براہین احمدیہ، حصہ پنجم صفحہ 97، مطبوعہ 1908ء)

### عشق قرآن

عشق قرآن بھی عشق الٰہی کا ایک رُخ ہے۔جس طرح آپ کا دل قرآن کے عشق سے ماموُر تھا اور آپ کا عمل قرآن کے احکام کی تابعداری تھا، اسی طرح آپ کی نثری تحریر اور شاعری بھی قرآنِ حکیم کی عظمت و معارف کے بیان سے پُر ہے۔آپ قرآن کو زندہ خدا کی زندہ کتاب مانتے ہیں۔

آپ ہر انسان کو قرآن کی تعلیمات پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے بتاتے ہیں کہ قرآن ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔خدا کی اس آخری کتاب میں دیگر تمام ادیان کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصٰے ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

(درِثمین صفحہ 5۔ اوصاف قرآن کریم، منقول از براہین احمدیہ حصہ سوئم، صفحہ 274، مطبوعہ 1882ء)

دیگر حمدیہ اور نعتیہ شاعری سے ایک چیز جو موضوعاتی سطح پر آپ کو ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ عشق کی بنیاد عمل پر رکھتے ہیں۔

قرآں کو یاد رکھنا، پاک اعتقاد رکھنا
فکر معاد رکھنا، پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے، صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرانی

(درِثمین صفحہ 38۔ اولاد کے حق میں دعا اور خدا کے فضلوں کا بیان، محمود کی آمین، مطبوعہ 7 جون 1897ء)

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے
سینہ کو خوب صاف کرتا ہے

(درِثمین صفحہ 4۔ تبلیغِ قرآن کریم، منقول از براہینِ احمدیہ حصہ سوم، صفحہ 268، مطبوعہ 1882ء)

حضرت صاحب اپنی شاعری میں بھی اپنی نثری تحریرات کی طرح دلیل کی ذریعے بات کرتے ہیں۔ قرآن کی عظمت ہے کہ وہ کلامِ الٰہی ہے، اس نکتہ کو آپ یوں بیان کرتے ہیں:

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہر گز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

(درِثمین صفحہ 1۔ قرآن کریم کی مدح میں عاشقانہ ترانہ، منقول از براہینِ احمدیہ حصہ سوم، صفحہ ۱۸۳، مطبوعہ 1882ء)

## عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت صاحب کا عشقِ رسولؐ آپ کے نام غلام احمد سے شروع ہوتا ہے۔

برتر گمان و وہم سے احمد ﷺ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

(درِثمین صفحہ 74۔ تاجِ عزت، منقول از حقیقۃ الوحی، صفحہ 274 کا حاشیہ، مطبوعہ 1906ء)

حضرت مسیحِ موعود حضرت محمد ﷺ کی ختمِ نبوت کے دل سے قائل تھے اور نبی پاک کی سنت پر عمل کرنے کو ہی نجات کی راہ سمجھتے تھے۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں

(درِثمین صفحہ 12۔ وفات مسیح ناصری۔ منقول از ازالہ اوہام، حصہ دوئم، صفحہ 764، مطبوعہ 1891ء)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

(درِثمین کا صفحہ 71۔ اسلام اور آریوں کے مذاہب کی حقیقت۔ منقول از قادیان کے آریا اور ہم، ٹائٹل پیج، مطبوعہ 1907ء)

آپؐ حضرت محمدؐ کی عظمت اور اُن کے عالی شان مرتبے کو بھی دلائل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنی رازِ نبوّت ہے اِسی سے آشکار

(درِثمین صفحہ 113۔ دلائلِ صداقتِ مسیح موعود و تبلیغِ عام، منقول از براہین احمدیہ، حصہ پنجم صفحہ 97، مطبوعہ 1908ء)

## وفاتِ مسیح ابن مریم

قانونِ قدرت اور قرآن کریم کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کی وفات کو مان لینے سے نہ صرف خدا تعالیٰ کی وحدانیت ثابت ہوتی ہے بلکہ حضرت محمد ﷺ کا آخری نبی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے مسیح موعودؑ کے بے شمار کارناموں میں سے ایک ہے۔ آپ نے کھلے عام عیسائیوں کو چیلنج کر کے یہ ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ہمیشہ باقی رہنے والی صرف خدا کی ذات ہے۔ ساتھ ہی آپ نے مسلمانوں پر بھی یہ پھر سے واضح کیا کہ حضرت نبی کریم صلعم ہی اب اللہ کے آخری نبی ہیں جن کے بعد نیا یا پرانا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

آؤ عیسائیو! ادھر آؤ!!
نور حق دیکھو راہ حق پاؤ
سر پہ خالق ہے اُس کو یاد کرو
یُوں ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ

(درثمین صفحہ 3۔ تبلیغ قرآن حکیم، منقول از براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 268، مطبوعہ 1882ء)

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے
اے عزیزو سوچ کر دیکھو ذرا
موت سے بچتا کوئی دیکھا بھلا
کیوں بنایا ابن مریم کو خدا
سنت اللہ سے وہ کیوں باہر رہا
کیا بشر میں ہے خدائی کا نشان
الاماں ایسے گماں سے الاماں

(درثمین صفحہ 11 اور 12۔ وفات مسیح ناصری، منقول از ازالۂ اوہام حصہ دوئم، صفحہ 764، مطبوعہ 1891ء)

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ نبی کریم صلعم کا آخری نبی ہونا کا رِحق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سنت اللہ۔ ان دو باتوں کو بیان کرنا صدق کو بیان کرنا ہے اور حضرت مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کو کسی بھی طرح دیگر نبیوں سے کم نہیں سمجھتے اور دیگر تمام نبیوں کی طرح اُن کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔

## تبلیغ اسلام

آپؑ نے ثابت کیا کہ جس کا خدا زندہ ہے، کتاب زندہ ہے، وہ دین بھی ایک زندہ دین ہے۔

ہے دیں وہی کہ صرف وہ اک قصہ گو نہیں
زندہ نشانوں سے ہے دکھاتا رہِ یقین

(درثمین صفحہ 80۔ قرآن کریم قصوں سے پاک ہے، منقول از براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ اوّل نصرۃ الحق، مطبوعہ 1908ء)

آپؑ نے جگہ جگہ اسلام اور دیگر ادیان کی تعلیمات کا تقابل کر کے اسلام کی شان و شوکت کو دنیا کے سامنے واضح کیا ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

(درثمین صفحہ 14۔ اسلام کی خوبیاں دیگر مذاہب کے مقابلہ میں۔ منقول از آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 224، مطبوعہ 1893ء)

## تصوّرِ جہاد

آپ جہاد بالقلم کے داعی تھے اور اس زمانہ میں اسی کی ضرورت پر آپ نے زور دیا ہے۔ قلم وہ کام کر سکتا ہے جو تلوار نہیں کر سکتی۔ قلم علم ہے، قلم دلیل ہے، قلم گنجائش و رابطہ ہے، قلم مکالمہ ہے۔ جس طرح آپ نے قادیان کے آریوں کے لئے رسالہ پیغامِ صلح نکالا جس میں اگر کوئی وار ہے تو قلم کا وار ہے، اگر کوئی مار ہے تو تحریر و دلائل کی مار ہے اور اسی کو آپ فی زمانہ ضروری قرار دیتے ہیں۔

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحُجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

(درثمین صفحہ 15۔اسلام کی خوبیاں دیگر مذاہب کے مقابلہ میں، منقول از آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 224، مطبوعہ 1893ء)

پس یہی ہے رمز جو اُس نے کیا منع از جہاد
تا اٹھاوے دیں کی راہ سے جو اُٹھا تھا اک غبار
تا دکھا دے منکروں کو دیں کی ذاتی خوبیاں
جن سے ہوں شرمندہ جو اسلام پہ کرتے ہیں وار

(درثمین صفحہ 112اور 113۔دلائل صداقتِ مسیح موعود و تبلیغِ عام، منقول از براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 97، مطبوعہ 1908ء)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلے کو وہ یکسر مٹا دے گا
یعنی وہ وقت امن کا ہو گا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

(درثمین صفحہ 53اور 56۔سیفی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے، منقول از ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، صفحہ 26، مطبوعہ 1902ء)

ابنِ مریم ہوں مگر اُترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار
ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار

(درثمین صفحہ 109۔دلائلِ صداقتِ مسیح موعود و تبلیغِ عام، منقول از براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 97، مطبوعہ 1908ء)

## جہاد بالنفس

دوسرا جہاد جس کی آپؑ نے تلقین کی ہے، وہ ہے اپنے نفس کے خلاف جہاد۔

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دَمار
جس نے نفسِ دوں کو ہمت کر کے زیرپا کیا
چیز کیا ہیں اُس کے آگے رُستم و اسفندیار

(درثمین صفحہ 113۔دلائل صداقت مسیح موعود و تبلیغ عام، منقول از براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 97، مطبوعہ 1908ء)

آپ دلوں کو فتح کرنے اور ان میں ایمان کی روشنی ڈالنے کی بات کرتے ہیں نہ کہ جنگ اور خون خرابے کی۔

باہر اگر نہیں دل مردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جدال و خلاف سے

(درثمین صفحہ 41۔معیارِ دین الحق، منقول از اخبار الحکم، 24 نومبر 1901ء)

## تقویٰ و عمل صالح کی تعلیم

### تقویٰ، انکساری، امن، صلح، صبر، صدق اور محبت کا پیغام

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اُس یار کے لئے رہ عشرت کو چھوڑ دو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول

(درثمین صفحہ 86۔قرآن کریم قصوں سے پاک ہے، منقول از براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ اوّل نصرۃ الحق، مطبوعہ 1908ء)

حضرت مرزا غلام احمد نے خدا کے مامور ہونے کی حیثیت سے تمام عمر دنیا کی مخالفت کا سامنا کیا۔ آپ پر کفر کا فتویٰ بھی لگایا گیا، آپ کو قتل کرنے کی بھی

کوشش کی گئی، معاشرتی طور پر بھی آپ کا بائیکاٹ ہوا، لیکن آپ نے اپنے ہاتھ سے صبر کا دامن نہ چھوڑا۔

آپ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ آپ کے پیروکاروں کو بھی حق وصداقت کا ساتھ دینے پہ بہت سی دنیاوی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ اپنی شاعری میں ہمیں اُن سے بھی محبت کا سلوک کرنے کی تلقین کرتے ہیں جو لوگ ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں۔

اے مِرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار
گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کِبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
تیر تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر اندازو! نہ ہونا سست اس میں زینہار
ہے یہی اک آگ تا تم کو بچاوے آگ سے
ہے یہی پانی کی نکلیں جس سے صد ہا آبشار

(درثمین صفحہ 113 اور 110۔ دلائلِ صداقتِ مسیح موعود وتبلیغ عام، منقول از براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 97، مطبوعہ 1908ء)

## دلائلِ صداقتِ مسیح اور دعوتِ حق

جب آپؑ نے اللہ کے حکم سے مجدد اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو اُسے دلائل و براہین کے ساتھ ثابت بھی کیا۔ آپ نے بشمول اہلِ اسلام تمام دنیا کو بارہا یہ بتایا کہ مسیح کا وقت آچکا ہے اور اللہ نے وقت کی ضرورت اور اپنے وعدے کے مطابق اس موعود مسیح کو اس دنیا میں بھیج دیا ہے۔

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

(درثمین صفحہ 99۔ دلائلِ صداقتِ مسیح موعود وتبلیغ عام، منقول از براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 97، مطبوعہ 1908ء)

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(درثمین صفحہ 124۔ نزولِ مسیح کا وقت، منقول از اخبار الفضل 31 دسمبر 1913ء)

آپ نے تمام دنیا کی مخالفت کے باوجود اللہ کی طرف سے تفویض کردہ کام کی دعوت میں کوئی کسر نہیں اُٹھا چھوڑی اور تمام دنیا کو مسلسل دعوتِ حق دیتے رہے۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(درثمین صفحہ 114۔ دلائلِ صداقتِ مسیح موعود وتبلیغ عام، منقول از براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 97، مطبوعہ 1908ء)

حضرت مسیح موعود کی شاعری کے اس مختصر موضوعاتی جائزے کے بعد اگر ہم ان کی شاعری کے پیغام کو چند نکات میں سمونا چاہیں تو وہ ہمیں عمل، امن وصلح، محبت ورواداری، دلیل، سوال، بات چیت، چیلنج، کھلے دل ودماغ سے کام لینے، باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے ایمان کو مضبوط کرنے کا پیغام دیتی نظر آتی ہے۔

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو، نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اُس پہ قرباں ہے

(درثمین صفحہ۲۔ قرآن کریم کی مدح میں عاشقانہ ترانہ، منقول از براہینِ احمدیہ حصہ سوم، صفحہ۱۸۳، مطبوعہ 1882ء)

☆☆☆☆

# اسلام پیغام امن

ثناء احمد

## برموقع تربیتی کورس 2011ء

اسلام کا نام زبان پر آتے ہی جو تصور انسان کے ذہن میں ابھرتا ہے وہ ہے امن، بھائی چارہ، محبت، اخوت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھٹکی ہوئی وحشی ظلم اور جبر میں گھری ہوئی قوم میں اپنی بے پناہ قوت قدسی اور خدائی نصرت سے ایک انقلابی تبدیلی پیدا کر دی۔ آپؐ نے اپنی بعثت کے چند ابتدائی سالوں ہی میں مسلمانوں کو ایک وحدت میں پرو دیا۔ آپؐ نے انہیں پیغام دیا کہ نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ ہی کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔ بلکہ اللہ کے ہاں تقویٰ ہی اصل معیار ہے۔ لہٰذا تم میں سے افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے یوں آپؐ نے رنگ و نسل، مال و دولت اور ثروت کی بنا پر برتری دکھانے والوں کا خاتمہ کر دیا۔ آپؐ نے دین اسلام میں داخل ہونے والوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ یہاں تک کہ حضرت بلالؓ کو جو کہ حبشی النسل تھے ان کو تمام صحابہ کرامؓ یا سیدی کہہ کر پکارتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جو پیغام دیا وہ تھا اللہ کی عبادت کرنا، کسی اور کو اس کا شریک نہ ٹھہرانا، رسول اللہؐ پر ایمان لانا، فرشتوں پر اور یوم آخرت پر ایمان اور قرآن مجید کو اللہ کی کتاب اور ہدایت کا ذریعہ ماننا۔ یوں آپؐ نے شرک اور بت پرستی جو کہ ان کی گھٹی میں رچی ہوئی تھی اور انسانی عزت اور توقیر کو مٹی میں ملانے کا سبب تھی اس کا خاتمہ کر دیا۔ اسلام نے سوسائٹی میں مساوات پیدا کی۔ عدل و انصاف قائم کیا۔ عورتوں کی تعظیم و تکریم پیدا کی۔ یتیموں اور بیواؤں کو سوسائٹی میں عزت کا مقام دیا۔ معاشرہ میں جو برائیاں تھیں ان کو یکسر ختم کر دیا۔ بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم کا خاتمہ کیا۔ شراب نوشی کو حرام قرار دیا۔ سودی نظام کا خاتمہ کیا اور زکوٰۃ کا نظام قائم کر کے غربت کا خاتمہ کر دیا۔ لوگوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ پیدا کیا۔ صحابہ کرامؓ کے درمیان اس میدان میں مسابقت کی دوڑ لگی رہتی۔ عورتوں کو ان کے حقوق دیئے۔ اسلام سے پہلے عورتوں کو بیچا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مردوں کے برابر ٹھہرا دیا۔ عورت کو جائیداد کا وارث ٹھہرایا۔ اسے رشتہ ناتہ قبول کرنے کی آزادی دی گئی۔ عورتوں کو کاروبارِ زندگی میں حصہ لینے کی آزادی دی گئی۔ عورتوں کو خلع کا حق دیا گیا۔ اسلام نے دیگر مذاہب کے پیغمبروں کی عزت و احترام کو واجب قرار دیا۔ اس طرح دیگر مذاہب اور اسلام کے درمیان بھائی چارے کا پیغام دیا اور دنیا میں امن و سلامتی کی ضمانت مہیا کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک کی حفاظت کے لئے صحابہ کرامؓ اور عاشقانِ رسولؐ کی ایک فوج کھڑی کی جو دشمنانِ اسلام سے نبرد آزمائی کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتیں۔ آپ اپنی افواج کی خود کمان کرتے۔

امن کی خاطر جو اسلام کا طرہ امتیاز تھا۔ آپؐ نے مدینہ میں رہنے والے مخالفین سے امن کے معاہدہ کیے اور کبھی بے مقصد فوج کشی نہ کی۔ جنگ ناگزیر ہوتی تو بہادری دکھاتے ہوئے وطن کا دفاع کرتے اور خود اگلی صفوں میں رہ کر لڑائی میں شامل ہوتے۔ آپؐ نے جنگ کے بھی وہ اصول قائم کئے کہ جن کی مثال تمام انسانیت میں آج تک نہ دکھا سکی۔ مثلاً یہ کہ فتح کی صورت میں دشمن کی زمین اور املاک کو نقصان نہ پہنچاتے، قیدیوں سے حسن سلوک سے پیش آتے، اکثر اوقات قیدیوں سے تعلیم دلوانے کا کام لیتے، جنگی قیدیوں کو معاف فرما دیتے۔ فرماتے۔ تم نے باغات تباہ نہیں کرنے۔ عورتوں سے حسن سلوک روا رکھنا ان کی عزت اور توقیر کا خیال رکھنا، بوڑھوں کو کچھ نہ کہنا اور بچوں کو حفاظت سے رکھنا۔ انہی سنہری اصولوں کی وجہ سے جب کبھی افواج نیا علاقہ فتح کرتیں تو غیر قومیں مسلمان سپاہیوں کا استقبال کرتیں اور ان سے خوفزدہ نہ ہوتیں غرضیکہ اسلام نے امن اور سلامتی کو اپنا شعار بنایا جس نے دلوں کو فتح کیا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔

☆☆☆☆

# پیغام 14 اگست 2011ء

## حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہم سب جانتے ہیں کہ بہت ہی مشکل حالات میں ہم نے یہ آزادی حاصل کی۔ جس میں ہماری جماعت کے بزرگوں کا بہت بڑا کردار ہے جس کو قائداعظم محمد علی جناح نے بھی سراہا۔ اور حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ کے گھر شکریہ کرنے کے لئے بذات خود تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو اپنی حفاظت میں رکھے اور جو مشکلات اور مصیبتوں سے بچائے اور ہمیں اپنے قدموں پر کھڑے ہونے والے اور اچھے پاکستانی مسلمان بننے کی توفیق دے۔ جو قائداعظم کا خواب تھا کہ یہاں پر ہر شہری کو تحفظ ملے گا اور مکمل مذہبی آزادی ملے گی اور وہ اپنی عبادت گاہوں میں جہاں اور جیسے عبادت کرنا چاہے کھلی آزادی سے کرسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ قائداعظم کا یہ خواب پورا کردے اور اس ملک کو آزادی صحیح معنوں میں عطا فرمائے۔ ان بچوں کے مستقبل میں اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے اور ان کو عظیم تر پاکستانی بنائے۔

ہر سال کی طرح اس سال بھی بچوں نے قومی ترانہ اور چند ملی نغمے سنائے جو سب حاضرین کو بہت پسند آئے۔ ان سے ہماری جماعت کے بچوں کا اپنے پیارے ملک پاکستان سے لگاؤ اور حب الوطنی کا اندازہ ہوتا ہے۔ بہت خوشی کا موقع ہے۔ سب کو 14 اگست بہت بہت مبارک ہو۔

آئیں ہم سب سورۃ فاتحہ پڑھ کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں:

**"اللہ بے انتہا رحم والے، بار بار رحم کرنے والے کے نام سے، سب تعریف اللہ کے لئے ہے، (تمام) جہانوں کے رب، بے انتہا رحم والے، بار بار رحم کرنے والے، جزا کے وقت کے مالک (کے لئے)۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ہم کو سیدھے رستے پر چلا۔ ان لوگوں کے رستے (پر) جن پر تو نے انعام کیا، نہ ان کے جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے"۔**

**اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرما، اس ملک کو اچھا بنانے میں ہم اپنا کردار ادا کرتے رہیں، ہمیں اس ملک میں تحفظ عطا فرما اور اس کو پرامن ملک بنادے۔ آمین**

☆☆☆☆

# تقریبات "شبان الاحمدیہ مرکزیہ"

ہر سال کی طرح اس سال بھی شبان الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام 14 اگست کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں تمام بچے اور بچیوں کو قومی ترانہ اور ملی نغمے تیار کروائے گئے۔ جو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور باقی تمام حاضرین کے لئے بہت دلچسپی کا باعث بنے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام بچے، بچیوں اور شبان الاحمدیہ کو اس کامیاب تقریب کو منعقد کروانے پر مبارک باد دی اور تمام شرکاء سے خطاب کیا۔

تقریب کے اختتام پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام مصیبتوں اور مشکلات سے بچائے اور ہمیں اپنے قدموں پر کھڑے ہونے والے اور اچھے پاکستانی مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسی دن شبان الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے جامع دارالسلام میں افطاری کا اہتمام بھی کیا گیا جس تمام احباب و جماعت نے شرکت کی۔

افطاری کے اختتام پر شبان الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر (رضا سعادت) اور نائب صدر (اویس عامر) کی طرف سے کھانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔

حامد رحمٰن

سیکرٹری، شبان الاحمدیہ مرکزیہ

☆☆☆☆

شبان الاحمدیہ مرکزیہ، لاہور، حامد رحمٰن

# بچوں کا صفحہ

## پاکستان ہمارا پیارا وطن

پیارے بچو! آپ سب کے اپنے اپنے گھر ہیں جہاں آپ آرام سے رہتے ہیں۔ اپنی مرضی سے کھیلتے، کھاتے اور سکھ پاتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان بھی آپ کا پیارا گھر ہے۔ یہ کسی خاص ذات، نسل یا قوم کے لئے نہیں بنا بلکہ تمام لوگ جو یہاں بستے ہیں۔ اور اس کے وفادار ہیں خواہ ان کا کوئی بھی مذہب، رنگ یا نسل ہو سب کے لئے بنا ہے۔

بے شمار لوگوں نے جانی اور مالی قربانیاں دی ہیں تب جا کر یہ پاکستان حاصل کیا گیا۔ انگریز اور کانگریس اس بات پر بالکل راضی نہ تھے کہ پاکستان بنے۔ یہ تو قائداعظم نے اپنی ذہانت اور مسلمانوں کی مدد سے بہت مشکل سے حاصل کیا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ اسے قائم ودائم رکھیں۔ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔ سندھی، پنجابی، بلوچی اور پٹھان سب پہلے پاکستانی ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کی زبان اور تہذیب کا احترام کرنا چاہیے۔

ہم میں سے نہ تو کوئی دوسرے سے برتر ہے نہ ہی کسی کو دوسرے کا حق مارنے کی اجازت ہے۔ جیسے گھر مین ساری فیملی مل کر اکٹھی رہتی ہے ایسے ہی سب پاکستانیوں کو آپس میں مل جل کر رہنا چاہیے۔ اگر ہم آپس میں جھگڑتے رہے تو ہمارے بیرونی دشمن اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

اور اگر خدانخواستہ پاکستان ہم سے چھن گیا یا ٹوٹ گیا تو سمجھو ہمارا گھر ٹوٹ گیا اور ہم بے گھر ہوگئے۔

ہمارے پاکستان میں تو کسی بات کی کمی نہیں۔ موسم دیکھو تو ہر رُت اپنا الگ الگ لطف دیتی ہے۔ موسم بہار آتا ہے تو ہر طرف رنگ برنگ پھول کھل اٹھتے ہیں۔ فضا خوشبوؤں سے مہک اُٹھتی ہے۔ گرمیوں کا اپنا رنگ ہے۔ صبح اور شام کتنی سہانی ہوتی ہے۔ کھیتوں میں سنہری گندم اور سرخ سرخ تربوز کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ پہاڑی مقامات اور سیر گاہیں بارونق ہوجاتی ہیں۔ برسات کا تو کیا کہنا۔ درخت، پودے سب نکھر جاتے ہیں۔ مٹی میں سے سوندھی سوندھی خوشبو نکل کر پھیل جاتی ہے۔ سردیوں میں پہاڑ سفید برف سے ڈھک جاتے ہیں اور میدانی علاقے میں پیلی پیلی سرسوں کے کھیت دور تک پھیلے آنکھوں کو طراوت دیتے ہیں۔

پھلوں اور سبزیوں کو دیکھیں تو دوکانیں اور ریڑھیاں ان سے لدی ہوتی ہیں۔

یہ نعمتیں دوسرے ممالک میں کہاں۔ لیکن پھر بھی ہمارے بہت سے نوجوان وہاں چوگنی محنت کرتے ہیں۔ سوائے کچھ پیسہ کمانے کے نہ تو وہاں ان کی عزت ہوتی ہے نہ ان کو مستقل رہائش ملتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہ اپنی محنت سے اپنے ملک کو فائدہ پہنچائیں۔

اسی لئے بچو! ہمیشہ پاکستان سے محبت کرو۔ آپس میں اتحاد اور خلوص رکھیں۔ اپنی توانائیاں پاکستان کے لئے صرف کریں۔ اپنی محنت سے اپنے ملک کو ترقی دیں۔ یہاں کی خرابیاں دور کرنے کی کوشش کریں۔ خود اچھے بنیں دوسروں کو اچھا بنائیں۔ سب سے بُرا وہ آدمی ہوتا ہے جو اپنے ملک سے غداری کرے۔ اپنی محنت اور خلوص کے چراغ جلائیں تا کہ اس کی روشنی میں ہم سب اپنی اپنی منزل با آسانی پالیں۔

(انتخاب: اچھے پاکستانی بچے)

## رپورٹ نماز سوسائٹی

جامع دارالسلام لاہور میں نماز سوسائٹی بچوں کو نماز کا پابند بنانے پر بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔

ماہ مارچ اور اپریل میں سب سے زیادہ باقاعدگی سے پانچوں نمازوں اور دیگر تقریبات میں شرکت کرنے والے بچوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| مارچ: | اوّل دانیال احمد | دوم سکندر احمد | سوم شگفتہ احمد |
| اپریل: | اوّل دانیال احمد | دوم سکندر احمد | سوم شگفتہ احمد |

ان بچوں کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ شبان الاحمدیہ مرکزیہ، لاہور کی جانب سے منعقدہ تقریب میں انعامات سے بھی نوازیں گے۔

تنویر شاہد
صدر، نماز سوسائٹی

باہتمام پاکستان پرنٹنگ ورکس کچا رشید روڈ لاہور سے چھپوا کر پبلشر چوہدری ریاض احمد صاحب نے دفتر پیغام صلح، دارالسلام ۔5۔ عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے شائع کیا۔

# عیدالفطر کے مسائل

(۱): عیدالفطر کے دن صبح سویرے اٹھ کر غسل کرنا اور صاف کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا اور نماز عید سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

(۲): عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ فطرانہ روزہ کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے۔ اس سے غرباء اور مساکین کو خرچہ مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقع مل جاتا ہے اور مساکین بھی عید کی خوشی سے محروم نہیں رہتے۔

(۳): نماز عید کو جاتے ہوئے ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

(۴): صدقہ عیدالفطر ہر فرد پر واجب ہے۔ عورتوں، بچوں اور ملازمین کا صدقہ گھر کے مالک کے ذمہ ہے جوان کے رزق کی کفالت کرتے ہیں۔

(۵): عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے اس میں اذان، تکبیر، اقامت کوئی نہیں ہوتی۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔

(۶): نماز عید کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

(۷): عید کے دن آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو حسب توفیق ہدیہ اور تحائف دینا اور طعام میں شریک کرنا باہمی محبت بڑھانے میں نہایت ہی مستحسن چیز ہے۔

(۸): حضرت اقدس کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عیدالفطر کا پیشتر حصہ انجمن کے بیت المال میں جمع کراتے ہیں۔ اس لئے نماز سے قبل یہ صدقہ انجمن کے امین کے پاس جمع کرا دینا چاہیے۔

(۹): صدقہ عیدالفطر کے علاوہ حضرت اقدس کے حکم سے حسب حیثیت عید فنڈ کی ادائیگی بھی ہر ممبر جماعت کے لئے لازمی ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں۔ اس طرح اس خوشی کے دن اسلام کا کچھ حصہ اور حق ہے۔ لہٰذا احباب اس فنڈ کی طرف بھی خاص توجہ مبذول فرمائیں اور فطرانہ و عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیج دیں۔ یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور مالی جہاد ہے۔

(۱۰): اس سال انجمن نے فی کس -/80 روپے فطرانہ مقرر کیا ہے۔

# رمضان اور اس کی برکات کے ذکر میں

## حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”میرے بندو! میں تم سے بہت قریب ہوں۔ اجیب دعوة الداع اذا دعان کوئی مجھے پکارے میں دعا کو قبول کرتا ہوں“ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”رمضان آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں“ یہ ایک حقیقت تھی جس پر ہمارے ہادیؐ اور آپ کے صحابہؓ کی زندگیاں گواہ ہیں۔ اور آج یہ ایک قصّہ ہے۔

اس لئے کہ ہمارے دلوں میں خدا کے لئے تڑپ پیدا نہیں ہوتی ہمارے جسم خدا کے آگے گرتے ہیں مگر دل نہیں گرتے اور دل میں تڑپ پیدا ہونے کا نام ہے۔ آیئے اس رمضان میں ہم لوگوں کے ظلموں پر نہیں اپنے ظلم پر آنسو بہائیں کہ اے خدا ہم نے تیری قدر نہیں کی، تیرے کلام کی قدر نہیں کی، ہم نے تیرے پیغام کو چھپا کر رکھا ہوا ہے، ہم نہیں چاہتے کہ ہماری زندگیاں تیرے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے وقف ہوں، نہیں چاہتے کہ ہمارے مال تیرے پیغام کو دنیا میں پہنچانے میں صرف ہوں، وہ کام کرتے ہیں جن پر تیری طرف سے لعنت کا کھلا وعید ہے۔

اور آس یہ لگائے بیٹھے ہیں: تیری رحمت کے دروازے ہم پر کھل جائیں۔ منہ سے کہتے ہیں کہ ہم سے قریب ہے مگر دل تجھ سے اتنی دور ہیں کہ اس سے دور تر کوئی چیز نہیں۔ ہمارے ماتھے تیری دہلیز پر ہوتے ہیں جہاں جنت ملنی چاہیے۔ زبان پر یہ ہوتا ہے کہ ہم تیرے غلام ہیں انا عبدک اور جو ہمارا مال ہے وہ ہمارا مال نہیں وہ تیرا مال ہے۔ اور دل کی یہ حالت ہوتی ہے کہ تیرے نام کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے چند کوڑیاں خرچ کرنی پڑیں تو وہ ہمیں پہاڑ نظر آتا ہے اور ہم جھوٹے بہانے بنا کر ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا مال ہم سے جدا نہ ہو۔

اے خدا تو اس جھوٹی زندگی سے ہمیں باہر نکال، ہم زمین پر رات کی خاموشی میں ماتھا رکھتے ہیں تو وہاں سے ہمیں یہ آواز آتی ہے کہ ”تو نے اپنے ریاکاری کے سجدوں سے مجھے ناپاک کر دیا“۔ اے خدا تو ہمیں اپنی جناب میں سجدہ کرنے کی توفیق دے، ہمیں اپنا غلام بنا لے کہ ہمیں تیرا نام دنیا میں بلند کرنے کے سوائے کوئی فکر نہ ہو اور تو ہمارا رب بن جا کہ تیری توجہ امت محمدیہ کو دنیا میں سربلند کرنے کی طرف ہو جائے۔ (پیغام صلح 14 جولائی 1982ء)